عورت کے حقوق

عورتوں کی ناگوار باتوں کو برداشت کرتے رہنا اور انہیں عقلی طور پر معذور سمجھتے ہوئے ہمدردی کرتے رہنا خوش اخلاقی ہے، کہ اللہ تعالے نے ان کے ساتھ بہتر سلوک کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے حقوق کی اہمیت بیان کی ہے۔ اور اس کے علاوہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وصحبہ وسلم نے اپنی وفات سے کے بالکل قریب جبکہ زبان بھی پورا کام نہیں کر رہی تھی جو تین نصیحتیں فرمائیں ان میں ایک عورت کے بارے میں تھی۔

فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالے سے بہت ڈرنا یہ تمہارے قبضہ و تصرف میں اللہ کے ایک حکم ہی کی بناء پر آتی ہیں۔

اللہ کے رسول ؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بدمزاج بیوی کے تکلیف دہ رویہ کو برداشت کرے گا اسے ایوب علیہ السلام کے صبر کے برابر اجر دے گا۔

اسی طرح جو بیوی اپنے بدمزاج شوہر کی ناگوار روش پر صبر کرے گی اسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کے برابر ثواب ملے گا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ ــــــــ
احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۴۲ ــــــــ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویات معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۱)

محمد سعید الرحمٰن علوی

حدثنا عبداللہ ..... قال

قال مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ و عنھم) عَلَى الْمِنْبَرِ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اَصْحَابِہٖ وسلم عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۹۳)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر (خطبہ کے دوران یہ الفاظ دہرائے اللھم لا مانع لما اعطیت .... فی الدین (ان کا ترجمہ ہے کہ اے اللہ! جس کو تو کوئی چیز عنایت کرتا اور بخشتا ہے اس سے اس نعمت کو کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تُو نہ دے اس کو کوئی دینے والا نہیں۔ اور جس کی محنت تیری طرف سے بارآور نہ ہو اس کی محنت اسے کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ جسے اللہ تعالیٰ محنت و بھلائی سے سرفراز فرانا چاہتے ہیں اسے دین کی سمجھ اور فہم عطا فرا دیتے ہیں) یہ کلمات دہرانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے اسی منبر پر سُنے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرف کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ ان کے فضائل و کمالات کا ایک طویل سلسلہ ہے جس میں سے بعض باتیں اس سے قبل بعض روایات کے ضمن میں پیش کی جا چکی ہیں۔ ایک شخص جسے سرورِ کائنات علیہ السلام کی صحبت و رفاقت نصیب رہی اس نے آقائے مدنی ؐ کی امامت میں زندگی کی متعدد نمازیں پڑھی ہوں گی اور اور آپ کے ساتھ کئی جہاد کئے ہوں گے اور اجتماعی اور انفرادی طور پر آپ کی زبان مبارک سے کئی ارشادات سُنے ہوں گے۔ رحمتِ دو عالم ؐ نے مسجد نبویؐ کے منبر پر علاوہ خطبہ جمعہ کے دوسرے مواقع پر بھی متعدد خطبات ارشاد فرماتے اور جب بھی کسی معاملہ میں کوئی ہدایت، کوئی نصیحت کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی آپ منبر پر تشریف لاتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرماتے اور اس کے بعد جو مقصد ہوتا اس کا اظہار فرماتے۔

محدثین نے آپ کے متعدد خطبات مختلف مواقع کے ذکر فرماتے اور بعض علماء نے اس سلسلہ میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جس طرح آپ باقی کمالات میں اپنی مثال آپ تھے اور اللہ کی مخلوق میں کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا اسی طرح خطابت میں بھی آپ کی شان بہت بلند تھی۔ یہ خطبات مختلف مواقع پر مختلف ضرورتوں کے تحت ارشاد فرمائے گئے کبھی اس کا داعیہ جہاد ہوتا تو آپ جہاد کی فضیلت اللہ کی راہ میں نکلنے کا ثواب اتنے پُرجوش انداز سے بیان فرماتے کہ لوگوں کی رگوں میں خون کی جگہ آگ کے شرارے دوڑنے لگتے اور مسلمان اللہ کی تلوار بن کر کفر کی صفوں پر جھپٹ پڑتے، کبھی کسی ناگہانی آفت سورج گرہن چاند گرہن، بارش، آندھی وغیرہ پر اسی قسم کی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ جس طرح عبدیت و بندگی اور عاجزی و انکساری سے خطبہ دیتے اس سے نہ صرف آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تربتر ہو جاتیں بلکہ سامعین بھی گھرا

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

جلد ۲۶ ❖ شمارہ ۴۲
۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ ❖ ۶ فروری ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ
پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک: سالانہ ۶۰/- ، ششماہی ۳۰/-
سہ ماہی ۱۵/- ، فی پرچہ ۱/۵۰

ادارِیہ

ملکی مصنوعات کا استعمال

ملک مسائل کا شکار ہے اور اس کی بنیادی وجہ ہمارے اپنے اعمال و افعال ہیں۔ حُبّ الوطنی کا جذبہ آج تک ہمارے اندر پیدا نہیں ہوا۔ ہر آدمی اس فکر میں ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ آسائشیں حاصل ہوں، مادی طور پر وہ پھلے پھولے اور بس۔ اسے اس بات کا قطعاً احساس نہیں کہ میرے اعمال سے ملک اور قوم کو فائدہ ہوگا یا نقصان؟ ہمیں یہ بات کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ہمارے ساتھ آزاد ہونے والا ملک ہندوستان' اپنی ضروریات میں کسی حد تک خود کفیل ہونے کے بعد مختلف اشیاء بیرونی منڈیوں میں بیچ کر زرِ مبادلہ کما رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ ہم نے بیرونی دنیا سے آسائش و آرام کی اشیاء منگوا منگوا کر اپنے گھر کو بھر لیا ہے اور خود اپنی مصنوعات کا ہمیں ذرّہ برابر احساس نہیں —— یہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ دہلی جیسے بڑے شہر میں ٹریفک کا کوئی مسئلہ نہ ہو اور اتنے بڑے شہر میں غیر ملکی گاڑیاں محض ان علاقوں میں نظر آئیں جہاں بیرونی مشن رہتے ہیں اور وہاں کی وزیراعظم اور دوسرے ذمہ دارانِ حکومت تک اپنے ہی ملک کی بنی ہوئی گاڑیوں میں سفر کریں لیکن ہمارا چھوٹے سے چھوٹا تاجر اور چھوٹے سے چھوٹا ملازم جب تک غیر ملکی گاڑی میں بیٹھ نہیں لیتا اس کا گذارہ نہیں ہوتا۔ یہی حال باقی معاملات کا ہے۔ آخر ہمارے ملک میں کس چیز کی کمی ہے؟ اور ہم کیوں ہر معاملہ میں غیروں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں —— جب ہم اپنی ٹیکسٹائل کی صنعت پر نظر دوڑاتے ہیں تو تقسیم ملک سے لے کر اب تک کی تمام صورت حال کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے پاکستان کی اس انڈسٹری نے ایسی خاطر خواہ ترقی کی اور ایسا ستھرا مال تیار کیا جو دنیا کی کسی بھی منڈی میں بڑے فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔ آخر جب ملک بنا تو کتنی ملیں تھیں؟ صرف دو اور ان میں سے بھی ایک نہ ہونے کے برابر! مختلف طرح کے سیاسی اتار چڑھاؤ آتے رہے، اس کے باوجود

میدان میں کام کرنے والا طبقہ محنت کرتا رہا اور اب وہ اس موڑ پہ پہنچ گیا ہے کہ وہ بہترین مال تیار کر رہا ہے اور اتنی مقدار میں کہ اس کی کوئی کمی نہیں ہو سکتی لیکن کاٹن کے سلسلہ میں حکومتوں کی ادلتی بدلتی پالیسیاں نوکر شاہی کا رویہ روئی جیسی قیمتی چیز کے مقابلہ میں ناکارہ قسم کے تلگے وغیرہ باہر سے وافر تعداد میں منگوانا اور پھر کراچی سے پشاور تک شہر شہر سمگل شدہ غیر ملکی مال کی منڈیوں نے جو صورت حال پیدا کر دی ہے اس کی وجہ سے خطرہ ہے کہ یہ صنعت پوری طرح تباہی کا شکار نہ ہو جائے —— اگر ہماری پالیسیاں درست اور صحیح ہوں اور ملکی مال کے استعمال کا شوق اور لگن ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم آرام و سکون سے زندگی نہ گذار سکیں —— ہم نے مثال کے طور پر محض ایک صنعت کے متعلق اشاراتی حد تک گفتگو کی ہے، ورنہ ہر ہر صنعت اور اس کی مصنوعات پر تفصیلی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ ہم مختصراً یہی کہنا چاہتے ہیں کہ جو قومیں اپنے ملک کے مال اور مصنوعات کی قدر نہیں کرتیں اور غیر ملکی مال سے منڈیاں بھر لیتی ہیں وہ قومیں بالآخر معاشی طور پر دیوالیہ ہو جاتی ہیں اور معاشی طور پر دیوالیہ قوم اپنی سیاسی حیثیت کھو کر غلامی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ خدا ہمیں چشم بینا دے تو ہمیں احساس ہوگا کہ برصغیر کے وسیع و عریض خطّہ میں انگریز نے سب سے پہلے جن معاملات پر ہاتھ ڈالا اور ہماری تباہی کا سامان فراہم کیا وہ یہی تجارتی اور صنعتی شعبہ تھا لیکن آج تو کوئی انگریز نہیں ہم خود ایسا کر رہے ہیں۔ اور یہ چیز ہمارے مستقبل کے لئے از حد نقصان دہ ہو گی۔ اب ہمارا پروگرام یہ ہونا چاہیے:۔

پاکستانی بنو، پاکستانی پہنو، پاکستانی بولو

حضرۃ الحافظ ریاض احمد اشرفی

دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر فرزند، جامعہ پنجاب کے پرانے گریجوایٹ، علماء کی آبرو، شرافت و دیانت کا مرقع جناب حافظ ریاض احمد اشرفی بھی چل بسے۔ والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ والدہ محترمہ نے امیر شریعتؒ کی تقریر سنی جس میں حفظ قرآن کے فضائل تھے تو اپنے چاند کو اس راہ پر ڈال دیا۔ پھر وہ دیوبند تک پہنچے قدیم و جدید علوم کا سنگم قرار پائے۔ جامعہ پنجاب میں کچھ عرصہ کی ملازمت کے بعد اپنے چچا زاد بھائی کی خواہش پر ملک کے کثیر الاشاعت اخبار جنگ میں چلے گئے۔ جنگ پنڈی کے سینئر ایگزیکٹو تھے۔ ربع صدی تک اس ادارہ میں کام کیا۔ اپنے گوہر بار قلم سے اخبار کے کالموں میں خلق خدا کی دینی رہنمائی کی۔ پنڈی کی اہم ترین مساجد میں ایک عرصہ تک جمعہ کی خطابت کے ذریعہ اللہ کی مخلوق کو فیض پہنچایا۔ غضب کے مقرر تھے۔ بات میں تاثیر تھی۔ ذاتی کتب خانہ مثالی تھا، مطالعہ ان کی روح تھی۔ اہل اللہ اور علماء سے مخلصانہ تعلق تھا۔ حضرت لاہوری قدس سرہٗ سے بے پناہ تعلق تھا۔ اپنے معاملات میں ان کے احسانات کا بارہا ذکر کرتے اور مزے لے لے کر کبھی کبھی تو جذباتی ہو جاتے اور آبدیدہ بھی — حضرت الشیخ المخدوم مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس اللہ سرہ العزیز خلیفہ اعظم قیوم زماں مولانا احمد خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بانی خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی سے روحانی تعلق تھا۔ اور بقول خود اس کا باعث بھی حضرت لاہوری علیہ الرحمہ ہی تھے اب حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہم سے وابستہ تھے۔ علوم مستحضر، نماز اور دوسرے مشاغل دینی کے زبردست پابند، اوراد و وظائف کا اہتمام، دینی، علمی، سیاسی کسی نوع کی مجلس ہو وہ صدر نشین ہوتے —— اتنی خوبیاں تھیں کہ قلم خاکہ نہیں کھینچ سکتا —— مولانا عبیداللہ انور سے بڑا ہی مخلصانہ تعلق تھا —— گذشتہ ہفتہ ان سطور کے راقم کو اپنے چھوٹے بھائی عزیزی عبدالرحمٰن سلمہٗ سے

(باقی ۲۱ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

علم کا دُنیا سے اُٹھ جانا

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :

محترم حضرات! سرورِ کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے۔ اس ارشاد گرامی کے راوی مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اس کا ترجمہ ہے :۔

"اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو اٹھالے گا (یعنی علماء وفات پا جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے، ان سے (دین کی باتیں) پوچھی جائینگی اور وہ علم کے بغیر فتوی دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

محترم حضرات! "علم" اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جب اللہ تعالیٰ نے میرے آپ کے اور ساری انسانیت کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تو انہیں علم کی نعمت سے مشرف و سرفراز فرمایا۔ اور یہی علمی فضیلت تھی جو ملائکہ کے مقابلہ میں ان کی برتری کا باعث بنی۔ اللہ تعالیٰ کے سبھی نبی ایسے تھے جنہیں خدا نے علم کی بے کراں دولت سے نوازا اور آخر میں سرورِ کائنات علیہ السلام پہ نازل ہونے والی پہلی وحی ہی میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا اور آپ کے علوم و کمالات کا جا بجا ذکر فرمایا۔ ایک جگہ ہے — وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ نیز آپ کے فرائض نبوت میں تعلیم کو بنیادی عنصر کے طور پر شامل فرمایا۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران اور سورۃ جمعہ میں موجود ہے۔ حضور رحمتِ دو عالم علیہ السلام کو اپنے متعلقین اور اصحاب کی علمی ترقی کا خاص خیال رہتا تھا جب بدر کی جنگ ہوئی اور اس میں ۷۰ کافر قیدی بنے تو جن کافروں کے پاس زر فدیہ کے لئے سرمایہ نہیں تھا ان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں —— آپ اللہ کے آخری نبی تھے جب تک دنیا میں رہے وحی الٰہی کا نزول ہوتا رہا اور قرآن کریم کی شکل میں ایک ایسی مرتب کتاب آپ چھوڑ کر گئے جو علم کا خزانہ ہے جس کے کمالات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کو دنیا سے رخصت ہوئے قریب قریب چودہ سو برس ہو گئے لیکن اللہ کی کتاب جوں کی توں محفوظ ہے، دنیا کی ہر قابل ذکر زبان میں اس کے تراجم ہوئے تفسیریں لکھی گئیں لیکن قرآن ہے کہ اس کے علوم کی کوئی انتہا نہیں اسی طرح آپ کے ارشادات کا حال ہے۔ حضرات محدثین (اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے) انہوں نے جس کاوش سے فرامین رسالت کو جمع کیا اور جھوٹے اور بددیانت

لوگوں کی خود ساختہ روایات سے سچی روایات کو الگ کیا اور نکھارا وہ اتنا بڑا کارنامہ ہے جس کی روئے زمین پر مثال ملنی مشکل ہے ــــ یہ سب کچھ ان علماء ربانی کا فیض اور ان کی جد و جہد کا ثمرہ ہے جنہوں نے علومِ نبوّت میں کمال حاصل کیا اور پھر اس کا حق ادا کیا۔ حضور علیہ السلام نے واضح کر دیا تھا کہ ہمارا ورثہ درہم و دینار نہیں بلکہ علم ہے اور جس نے یہ نعمت حاصل کر لی وہ بڑا ہی خوش بخت اور سعادت مند ہے۔ ان سعادت مند لوگوں نے نسلاً بعد نسلٍ اس نعمت کی حفاظت کی اسے آگے منتقل کیا تا آنکہ یہ ہمارے دَور تک پہنچا۔ اس پچھلے عرصہ میں نبوی علوم کے خدام کی اتنی بڑی بہت فہر نظر آتی ہے کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اور پھر حیرانی اس پہ ہوتی ہے کہ برصغیر کا یہ خطّہ جس کے علماء خالص عجمی نژاد تھے جن کی مادری زبان عربی نہ تھی انہوں نے ان جواہر پاروں کی کس طرح حفاظت کی اور کس طرح ان کو آگے منتقل کیا۔ لیکن ابتدا میں جو حدیث پڑھی گئی اس کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "ہر کمالے را زوالے" کے مصداق اب یہاں بھی چراغ گل ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ ہم نے اپنی محدود زندگی میں علم و شرافت کے کیسے کیسے بلندپایہ لوگ کھو دئیے۔ وہ لوگ جن کے علوم کو دیکھ کر متقدمین یاد آتے تھے جن کے حافظے بلاشبہ اسلام کا زندہ معجزہ تھے جو ہر مجلس اور ہر سوسائٹی میں علم کے دریا بہاتے تھے وہ اس تیزی سے دنیا سے اٹھے اور اٹھ رہے ہیں کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وقت آخر قریب آ لگا ــــ اب تو حضور علیہ السلام کی وہ روایت سامنے آتی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے نقل کی جس میں فرمایا گیا ہے ــــ کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن میں صرف اس کے نقوش باقی رہ جائیں گے، ان کی مسجدیں ظاہراً آباد ہوں گی لیکن حقیقت میں خراب ہوں گی۔ ہدایت میں ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے۔ انہیں سے دین میں فتنہ برپا ہوگا۔ اور انہیں میں لَوٹ آئے گا (بیہقی)

اہل علم اٹھ گئے اور اٹھ رہے ہیں۔ جاہلوں کی گرم بازاری ہے جنہوں نے بدعات و خرافات کو دین کا نام دے رکھا ہے اور چارسُو بدعات کی تاریکی پھیل رہی ہے، ڈر لگتا ہے کہ ہمارا حشر کیا ہوگا؟

ابھی کل گزشتہ ہمارے ایک بڑے مخلص عالم دین اور دیوبند کے عظیم فرزند حافظ ریاض احمد اشرفی راولپنڈی میں وفات پا گئے۔ مرحوم اصل میں ضلع گوجرانوالہ کے تھے اور لاہور منتقل ہو گئے اور اب ایک عرصہ سے راولپنڈی میں مقیم تھے۔ ان کے والد بزرگوار حضرت علامہ سید انور شاہ قدس سرہٗ کے خادم و مرید تھے اور یہ خود ہمارے حضرت کے والا و شیدا۔ حضرت کی توجہ اور حکم سے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کندیاں ضلع میانوالی سے بیعت تھے اکابر سلف کے علوم کا نمونہ ان میں دیکھا جاتا تھا علوم مستحضر تھے شرافت و دیانت ان کی گھٹی میں تھی۔ اپنے اسلاف کے مطابق صحیح اور سچی ترجمانی میں کسی سے خوف نہ کھاتے اور علماء کی عزت کی خاطر بڑی سے بڑی شخصیت سے ٹکر لینے پر کمربستہ ہو جاتے، عمر بھی زیادہ نہ تھی بس ۵۸ سال کے تھے کہ بلاوا آ گیا اور چل بسے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے خصوصی کرم کا معاملہ فرمائے ــــ علماء کے وجود سے جو برکات ہیں ان سے محرومی ایک طرف اور ان کی جگہ جاہلوں کی گرم بازاری اور ان کے فساد دوسری طرف ــــ ایسے وقت میں ایمان کی حفاظت کی اللہ سے بھیک مانگنا بڑا ہی ضروری ہے کہ وہ خالقِ کائنات اپنی رحمت سے ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائے۔ اور دنیا سے کامیاب لے جائے ــــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

اسلام کا خلاصہ

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبیداللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :ــــ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ...... وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (الکہف آیت ۱۱۰)

صدق اللہ العظیم۔

محترم حضرات! جو آیت کریمہ نقل کی گئی یہ سورۃ کہف کی آخری آیت ہے۔ یہ سورۃ انسان کو یہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے محبوبؐ ترین بندے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کو انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ اور آپؐ کو قرآن حکیم جیسی کتاب عطا فرمائی ــــ قرآن حکیم کے ذریعے یہ بتایا کہ بُرے کام کرنے والوں کو کس قسم کی سختیوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور اچھے کام کرنے والے کس قسم کی راحتوں سے سرفراز ہوں گے اسی مقصد کی خاطر اس سورۃ میں چند واقعات عجیبہ ذکر فرمائے تاکہ دنیا کی حقیقت انسان پر الم نشرح ہو سکے۔

اس سورۃ کے واقعات

اس سورۃ کا سب سے پہلا اور عظیم الشان واقعہ اصحاب کہف کا ہے اور وہ یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے لَو لگا لیتے ہیں اور اس سے تعلق جوڑ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور ان کی مدد کرتا ہے۔ اصحاف کہف ایمان جیسی متاع عظیم کو بچانے کی غرض سے کس طرح نکلتے اور کس طرح غار میں چھپتے ہیں اور پھر کس طرح ایک مدّت تک قدرت ان کی حفاظت کرتی اور مناسب وقت پر انہیں "نیند" سے بیدار کرتی ہے ــــ اس سے آگے جو باغ والوں کا قصہ ہے اس میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جو لوگ دنیا کے مال و متاع پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں وہ حسرت و افسوس کے بغیر کچھ نہیں حاصل کرتے اور ان کا انجام بڑا ہی المناک ہوتا ہے۔ اس سے آگے اللہ تعالیٰ کے دو مقبول و صالح بندوں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کی ملاقات کا ذکر ہے جس میں انسان کو یہ سبق پڑھایا گیا ہے کہ دنیا کا ہر کام کسی مصلحت پر مبنی ہوتا ہے انسان کا کام یہ ہے کہ وہ اس پر یقین رکھے، صبر و استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ شریعت پر چلے جب کہ ذوالقرنین کے قصہ سے یہ سبق پڑھانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی قوت اس کے ضرورت مند بندوں کی مدد میں خرچ کرنی چاہیئے کہ بندگی و عبدیت کا یہی تقاضا ہے اور آخر میں علمِ الٰہی کی لامحدودیت اور بے کراں وسعتوں کا ذکر کر کے اپنے محبوب پیغمبرؐ کی زبان سے کہلایا کہ لوگوں کو کہہ دیں کہ اپنے فائدے اور بھلائی کی باتیں سیکھو جو قرآن میں موجود ہیں اور بس اسی کے بندے بنو، اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

آخری آیت کا ترجمہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری آیت کا ترجمہ اور اس کی بقدرِ ضرورت تشریح پیش خدمت کر دی جائے تاکہ مقصد واضح ہو جائے۔

"کہہ دو کہ مَیں بھی تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو اسے چاہیئے کہ اچھے کام کرے، اور رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

نبوّت و رسالت کو جو لوگ چیستان سمجھتے تھے ان کو کیسی واضح تنبیہ ہے۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ نبوّت و بشریت کا باہم کوئی جوڑ نہیں۔ اور لوگوں نے اسی وجہ سے سرور کائنات علیہ السلام کی بے جا مخالفت کی آپؐ کو معاذ اللہ اسی وجہ سے جادوگر کہا (سورۂ یونس) اور بھی بہت کچھ کہا لیکن خالقِ کائنات نے واضح کیا کہ بندوں کی ہدایت کا تقاضہ ہی یہ تھا کہ انہی کی جنس میں سے انبیاء علیہم السلام بھیجے جائیں سو ایسا ہی ہوا لیکن اللہ کے ان محبوب و منتخب بندوں کی خوبی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پر وحی بھیجتے اور انہیں اپنی ہم کلامی سے مشرف فرماتے، ان کو خداوند قدوس نے ردائے عصمت سے سرفراز فرمایا اور بشری کمزوریوں سے منزہ کرکے وہ عزت و بزرگی بخشی کہ کوئی مخلوق ان کی ہمسری کا تصوّر نہیں کر سکتی۔ ان مقربین بارگاہ احدیت کو "داعی الی اللہ" کے مقام رفیع پر فائز فرمایا۔ رہ گئی ان کی دعوت۔ سو آدم علیہ السلام سے لے کر اس طلائی زنجیر کی آخری کڑی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وصحبہ وسلم تک سب کی بات اور سب کی دعوت ایک ہی تھی "لا الٰہ الا اللہ" وہ تمام علائق و تعلقات جو بندوں نے اپنی کم عقلی و نادانی سے استوار کر رکھے تھے ان کی مکمل نفی اور ایک ذات برحق کا اثبات، یہی ان کی دعوت تھی اور یہی بات اس آیت میں کہی گئی ہے — بلکہ بقول حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ:۔

"ساری سورۃ کا نچوڑ یہ ہے (بلکہ کہنا چاہیئے کہ سارے قرآن کا) کہ اس وحدہ لاشریک لہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ جس شخص کو مرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں حاضری کی امید ہے اس کا فرض ہے کہ نیک عمل کرے اور شرک سے پرہیز کرے۔" (ص ۴۸۶)

شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

"یعنی مَیں بھی تمہاری طرح بشر ہوں خدا نہیں جسے خود بخود ذاتی طور پر تمام علوم و کمالات حاصل ہوں۔ ہاں اللہ تعالیٰ علوم حقہ اور معارف قدسیہ میری طرف وحی کرتا ہے۔ جن میں اصل اصول علم توحید ہے اسی کی طرف مَیں سب کو دعوت دیتا ہوں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق یا اس کے سامنے حاضر کئے جانے کا خوف ہو اسے چاہیئے کہ کچھ بھلے کام شریعت کے موافق کر جائے، اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ظاہراً و باطناً کسی کو کسی درجہ میں بھی شریک نہ کرے یعنی شرک جلی کی طرح ریاء وغیرہ شرک خفی سے بھی بچتا رہے۔ کیونکہ جس عبادت میں غیر اللہ کی شرکت ہو وہ عابد کے منہ پر ماری جائے گی "اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔ اس آیت میں اشارہ کر دیا گیا کہ نبی کا علم بھی متناہی اور عطائی ہے علم خداوندی کی طرح ذاتی اور غیر متناہی نہیں۔" (تفسیر عثمانی ص ۳۹۵)

یہود کے سوالات اور آپؐ کے جوابات

یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی۔ یہود کے سکھانے پر قریش

مکہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے چند سوالات کئے تھے جن میں دو سوال "اصحاب کہف" اور "ذوالقرنین" کا اس سورۃ میں تفصیلی جواب ہے۔ حضور علیہ السلام نے سوال کرنے والوں کو فرمایا تھا کل جواب دوں گا۔ لیکن جیسا کہ خود سورۃ میں تفصیل موجود ہے کہ آپ "انشاء اللہ" نہ فرما سکے تو وحی میں خاصی تاخیر ہوئی اور پھر اس سلسلہ میں یہ ضابطہ ارشاد فرمایا گیا کہ جو بات کہنی سننی ہو تو یوں کہنا چاہیئے کہ "اگر اللہ نے چاہا" تو اس پر کفار نے ہنگامہ بھی کیا لیکن جب تفصیلی وحی آئی تو ان کا منہ بند ہو گیا — تاہم جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا کہ جو لوگ نبوّت کو چیستان خیال کرتے ہیں یا جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نبی کا علم لامحدود اور غیر متناہی ہوتا ہے اور وہ اپنے ہی زور سے سب کچھ کہہ ڈالتا اور بتا دیتا ہے۔ اس تمام پس منظر میں آپ اس آیت کو ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوّت کی حقیقت کتنے خوبصورت انداز میں پیش فرمائی اور اسلام کا خلاصہ عقیدہ توحید کے ضمن میں کس طرح واضح فرما دیا ——

صاحب درس قرآن لکھتے ہیں:۔

"چند سعادت مند لوگوں نے جب قرآن مجید کی دل موہ لینے والی آیتوں کو سنا فوراً پیغام حق قبول کیا لیکن بہت سوں نے اس پیغام کے مان لینے میں اپنا نقصان دیکھا وہ ٹال مٹول کرنے لگے۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ تم بیکار باتیں مت پوچھو، یہ تمہیں کچھ فائدہ نہ دیں گی۔ مَیں تمہیں انوکھے کھیل دکھانے یا جھوٹ سچ کہانیاں سنانے نہیں آیا ہوں مَیں تو ایک تمہیں جیسا بشر ہوں۔ تم میرا حال جانتے ہو، کسی سے پڑھنا لکھنا بھی نہیں سیکھا۔ میری طرف تو کائنات بنانے والے نے یہی وحی بھیجی ہے کہ عبادت کے قابل ایک ذات ہے اسی نے سب کچھ پیدا کیا۔ اور وہی میرا تمہارا اور سب کا رب ہے۔ اسی نے انسان کے لئے قرآن حکیم کو دستور زندگی بنا کر بھیجا ہے کیونکہ مرنے کے بعد تم سب اپنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے اپنے رب کے سامنے حاضر ہوگے۔ جو قرآن کریم کے مطابق چلا اسے انعام سے مالا مال کر دیا جائے گا اور وہ چین آرام کی زندگی بسر کرے گا اور جس نے اسے چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کیا وہ سخت مصیبتوں کا شکار ہوگا۔ اگر یہ بات ماننے کے لئے تم تیار ہو اور اپنے رب سے مل کر سرخرو ہونا چاہتے ہو تو دنیا میں نیک کام جو تمہیں قرآن حکیم کے ذریعہ بتا دیئے گئے ہیں کرو اور اپنے رب کے ساتھ اس کی عبادت اور بندگی میں کسی کو شریک نہ کرو۔ بس یہی پیغام ہے، جس کے پہنچانے کا حکم مجھے ملا ہے۔"

(درس قرآن ج ۴ ص ۱۴۶)

آخری بات

یہ تفصیلات اپنے مقاصد میں بڑی واضح ہیں اللہ تعالیٰ کے لاتعداد نبی توحید کی راہ دکھانے آئے اور انہوں نے شرک کے بھیانک نتائج سے قوموں کو آگاہ کیا حضور نبی کریم علیہ السلام جو اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے۔ انہوں نے بڑے کٹھن ماحول میں یہ جوت جگائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوت کے صدقے لاکھوں کو اس پیغام کا امین بنا دیا جو چاروں پھیل کر اس دعوت کو پھیلانے لگے، یہی اسلام کا خلاصہ، اس کی جان اور اس کی روح ہے اور بدقسمتی سے آج کی مسلم دنیا کا حال اسی معاملہ میں پتلا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماتے اور انبیاء کی اس دعوت کو صدق دل سے قبول کرنے کی توفیق سے نوازے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پندرھویں صدی ہجری

مولانا سعید احمد اکبر آبادی

یہ خوشی و شادمانی کا موقع نہیں

اللہ اکبر! تہذیب جدید نے ہمارے فکر و نظر کی قدروں کو کس درجہ اُدل بَدل کر دیا ہے۔ ایک بچہّ یا بچیّ، ایک مرد یا عورت جب اپنی عمر مستعار کا ایک برس پورا کر لیتے ہیں تو اس کی سالگرہ بطور جشن کے منائی جاتی ہے، دعوتیں اور پارٹیاں ہوتی ہیں، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، مبارک سلامت کا ہنگامہ اور شور ہوتا ہے، احباب اور اعزا و اقربا تحفے تحائف پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سالگرہ کا دن اس بات کا اعلان ہے کہ عُمر محدود و معینہ سے ایک برس کم اور اسی تناسب سے وہ شخص دنیا کی زندگی سے دُور اور آخرت سے قریب ہو گیا۔ اس بنا پر ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جشن مسرّت کے بجائے قرآن مجید کے مطالبہ "وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" کے مطابق آخرت کے لیے تیاری کی فکر کی جاتی اور حال جس مستقبل کی نشاندہی کر رہا ہے اس کا اہتمام کیا جاتا۔

آج عالم میں پندرھویں صدی ہجری کی آمد کا غلغلہ بلند ہے۔ ملکوں ملکوں میں اس صدی کے خیر مقدم میں جشن منائے جا رہے ہیں، کانفرنسیں ہو رہی ہیں، حکومتیں ایک دوسرے کو پیغام تہنیت بھیج رہی ہیں اور ایک شور بپا ہے کہ یہ صدی اسلامی صدی ہوگی۔ یعنی اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہوگا اور اس خوش فہمی کی وجہ بعض مسلمانوں کے نزدیک تو یہ ہے کہ ایران میں امام غائب اور مہدیٔ منتظر کا ظہور ہو گیا ہے اور بعض غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں ہُن برس رہا ہے اور خود مختاری و آزادی کے چشمے اُبل رہے ہیں اس لیے حضرت عیسٰیؑ کے یہاں نزول کا زمانہ قریب آ گیا ہے جس کی پیش گوئی امریکہ کی ایک نہایت مشہور کاہنہ کر بھی چکی ہے۔

لیکن نہایت عجیب اور بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ کوئی اصل معاملہ کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھتا کہ اگر چودھویں صدی ختم اور پندرھویں صدی شروع ہو گئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میمنت عہد سے ایک صدی اور دُور ہو گئے اور یہ ہمارے لیے شدید اضطراب و بے چینی اور ساتھ ہی تشویش و تردّد کا باعث ہونا چاہیئے نہ کہ مسرّت و شادمانی کا۔ اضطراب اور بے چینی اس لیے کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے محبوب ترین شخصیت ہیں اور حُبّ نبوی جزو ایمان ہے اس بنا پر آپؐ سے قرب، خواہ کسی قسم کا ہو سرمایۂ انبساط و نشاط ہے۔ ع

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست

اور اسی کے بالمقابل بُعد، خواہ اس کا کوئی عنوان ہو، وجہ اضطراب و بے چینی ہے رہا تشویش اور تردّد کا معاملہ! تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ارشاد نبویؐ! خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم اور پھر تاریخ اسلام کی شہادت! دونوں سے یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کو عہد نبوی سے جتنا جتنا بُعد ہوتا چلا گیا ہے اسی قدر وہ نئے نئے فتنوں اور قسم قسم کے ابتلاء و آزمائش سے دو چار ہوتے رہے ہیں۔

گزشتہ صدیوں میں مسلمانوں کے سروں پر جو قیامتیں چلتی رہی ہیں تاریخ کا ہر طالب علم ان سے واقف ہے۔ یہاں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ داستانہائے

پارینہ بن چکی ہیں۔ اب دیکھئے کہ ہمارے زمانہ کے وہ فتنے کون سے ہیں جن کا سامنا اسلام کو درپیش ہے یہ فتنے دو قسم کے ہیں (۱) بیرونی اور (۲) اندرونی، قسم اوّل میں دنیا کی وہ عظیم طاقتیں BIG POWERS داخل ہیں جو آپس میں خواہ ایک دوسرے کے ساتھ کیسی ہی برسرِ پیکار ہوں لیکن اسلام دشمنی میں سب ایک ہیں۔ اسلام دنیا میں ایک عظیم تہذیب کی حیثیت سے سربلند و سرفراز ہو۔ اس کو نہ امریکہ برداشت کر سکتا ہے اور نہ رُوس، ایک طرف ان کی اسلام دشمنی کا یہ عالم اور دوسری جانب سائنس اور ٹیکنالوجی میں ان کی حیرت انگیز ترقی اور مادی طاقت و قوّت کا یہ اوج و کمال، کہ اگر اپنی ضد پہ آ جائیں تو منٹوں میں دنیا کو خاک سیاہ کر کے رکھ دیں۔ اب اندرونی فتنوں کو لیجئے جو ہمارے نزدیک بیرونی فتنوں سے بھی کہیں زیادہ مہلک اور تباہ کن ہیں تو وہ ایک دو نہیں چند در چند اور گونا گوں ہیں لیکن ان میں سب سے بڑا فتنہ اور اسلام کے لیے عظیم ترین ابتلا و آزمائش عرب ممالک کی بیحد و حساب دولت و ثروت اور ان کی حکومت و خود مختاری ہے۔

یہ فتنہ وہی ہے جس کو چشم نبوت نے مستقبل کے آئینہ میں دیکھا اور پیروان دین محمدیؐ کو اس کی ہلاکت انگیزیوں سے بروقت ہوشیار و خبردار بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دینا شروع کیا تو فرمایا: اے لوگو! مجھ کو تمہارے متعلق کسی چیز کا ڈر نہیں مگر ہاں! ڈر اس وقت کا ہے جب کہ اللہ تعالےٰ تم پر دنیوی عشرت و راحت اور دولت و ثروت کے دروازے کھول دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا خیر کے ساتھ شر بھی آئے گا۔ آپؐ نے سکوت کیا اس شخص نے پھر وہی سوال کیا اور آپؐ نے پھر سکوت فرمایا، آخر تیسری مرتبہ اس شخص نے پھر وہی سوال کیا تو اس مرتبہ ارشاد ہُوا کہ ثروت و دولت خیر ہے بھی؟ مطلب یہ تھا کہ دولت و ثروت خیر محض نہیں ہے اگر اس کا استعمال صحیح اور احکام خداوندی کے مطابق ہو تو خیر ہے ورنہ خیر نہیں شر ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا ارشاد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً فرمایا" دیکھو ایک شخص اللہ کی نعمتوں کو اناپ شناپ کھاتا ہے تو ہیضہ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے لیکن اس کے برخلاف ایک کیڑا جو کچھ کھاتا ہے جب تک اُسے ہضم کر کے خارج نہیں کر دیتا کچھ اور نہیں کھاتا"۔ کتاب الزکوٰۃ باب التحذیر من الاغترار بالدنیا۔

یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل النفقہ فی سبیل اللہ میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ بخاری میں ایک روایت ہے جو اس سے زیادہ واضح ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم فقر و فاقہ میں مبتلا ہو البتہ مجھ کو ڈر اس بات کا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیوی عیش و عشرت اور اس کے ساز و سامان کی بہتات تمہارے لیے ایسی ہی ہو جیسی کہ تم سے پہلے کی قوموں پر تھی۔ پھر اگر تم ان چیزوں میں مشغول ہو گئے تو تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے۔ جس طرح دوسری قومیں ہلاک ہو گئیں۔

صحیحین کی یہ دو حدیثیں ہم نے صرف بطور نمونہ نقل کی ہیں ورنہ اس مفہوم کی روایات کتبِ حدیث میں بکثرت ملیں گی۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سخت تنبیہ اور وعید کو پیشِ نظر رکھئے اور پھر دیکھئے کہ عرب ممالک کی خصوصاً اور دوسرے ملکوں کی عموماً دولت و ثروت اور آزادی و خود مختاری صلاح و تقویٰ خشیتِ ربانی اور خوف یوم الحساب، تدین و تشرب اور ایمان و عمل کی دنیا میں کیا کیا گل کھلا رہی ہے تو آپ کو لازمی طور پر تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ جو کچھ ہے خیر ہرگز نہیں بلکہ ایک عظیم فتنہ اور اسلام کے لیے شدید ابتلاء و آزمائش ہے۔ اسلام کی تعلیمات، اسلامی اعمال و اخلاق اور دین کے اصول و مبادی سب اس فتنہ کی زد پر ہیں۔ اس عرب سرمایہ کا ایک مہلک اثر عالم اسلام پر یہ ہُوا ہے کہ عالم ہو یا غیر۔ ہر شخص بے تحاشا روپیہ کے پیچھے دوڑنے لگا ہے۔ اور کسبِ زر اُن کا مقصدِ حیات بن گیا ہے۔ اسلام اور عربی کے نام سے جگہ جگہ مدرسے کیا، یونیورسٹیاں قائم اور ان کے لیے عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں لیکن ان میں کتنے ہیں جن کا اصل مقصد اس عنوان سے جلب زر نہیں ہے۔ پس پندرھویں صدی کا آغاز اس حالت میں ہُوا ہے کہ اسلام بیرونی اور اندرونی فتنوں کے نرغہ میں گھرا ہُوا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل اس

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

حافظ خالد محمود ایم اے

(قسط نمبر ۶)

السید حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی قدس سرہ

سفرِ حج

مولانا ذوالفقار علی نے ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۷ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ اسی سال آپ کے رفیق مولانا محمد احسن نانوتوی بھی بغرض ادائیگی حج حجاز تشریف لے گئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اپنے ایک مکتوب بنام مولانا رشید احمد گنگوہی میں مولانا ذوالفقار علی اور مولانا محمد احسن نانوتوی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں (امداد المشتاق الٰی اشرف الاخلاق مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی (تھانہ بھون ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۶)

"فقیر ہر طرح سے خوش و خرم ہے اور تمام احباب کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے خطوط متواتر ہر ایک کے پہنچے۔ مدینہ شریف سے آکر ان کا مطالعہ کیا اور مسرت حاصل ہوئی۔ جواب خطوط ہر ایک مفصل نام بنام ہم دست مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کے پہنچے گا۔ اس وقت بباعث جلدی کے اور نیز اس سبب سے کہ بسبب بیماری کے جو مدینہ شریف میں لاحق ہوئی تھی ہاتھ میں کسی قدر لغزش ہوگئی۔ خطوط مفصل نہ بھیج سکا۔ اور حال مفصل اس جگہ کا زبانی مولوی محمد احسن صاحب کے معلوم ہوگا۔ حاجت تحریر نہیں"

محمد ایوب قادری، مولانا محمد احسن نانوتوی، کی قلمی بیاض کے حوالے سے مولانا محمد احسن کے حج کا ذکر ان الفاظ سے کرتے ہیں۔[1]

"تاریخ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء سفر حج اتفاد و پنج ماہ در آمد و رفت صرف شد آنچہ کہ بود دریں مدت صرف گردید"

مولانا محمد احسن نانوتوی ۱۳ مئی ۱۸۶۷ء کو بریلی واپس پہنچے چنانچہ بیاض میں تحریر فرماتے ہیں۔[2] (۱، ۲ قلمی بیاض مولانا محمد احسن نانوتوی بحوالہ مولانا محمد احسن نانوتوی، از محمد ایوب قادری (مکتبہ عثمانیہ کراچی بار اول ۱۹۶۶ء، ص ۶۴-۶۷)

"آمد و خرچ بعد مراجعت از سفر حج از ابتدا تاریخ ۱۳ مئی ۱۸۶۷ء تا آخر جولائی ۱۸۶۷ء"

غرضیکہ مولانا ذوالفقار علی نے ۱۲۸۴ھ، مطابق مارچ ۱۸۶۷ء میں فریضہ حج ادا کیا یاد رہے دارالعلوم دیوبند کا قیام ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق مارچ ۱۸۶۷ء میں عمل میں آیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سال حج ماہ مارچ (۱۸۶۷ء) کی ۲۴ یا ۲۵ تاریخ کو ہوا ہوگا۔

سلسلۂ بیعت

مولانا ذوالفقار علی علوم ظاہری کے ساتھ علم باطن کا بھی ذوق رکھتے تھے، چنانچہ آپ اسی سال ۱۲۸۲ھ میں حج کے موقع پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حاجی امداد اللہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔[3] (مرقومات امدادیہ ص ۲۵۴ بحوالہ حیات امداد از پروفیسر انوار الحسن (مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی بار اول ۱۹۶۵ء ص ۱۶۳)

"مولوی ذوالفقار علی صاحب داخل سلسلۂ بزرگاں شدند مگر بسبب عدم فرصت و کم قیام و سفر مدینہ منورہ وغیرہ ہیچ کردن نتوانستند، لہٰذا آں عزیز حوالہ کردہ می آئند بہر حال شاں توجہ مرعی دارند و از تعلیم و تلقین دریغ ندارند"

مولوی ذوالفقار علی صاحب بزرگوں کے سلسلے میں داخل ہوگئے ہیں لیکن عدیم الفرصتی قیام قلیل اور مدینہ منورہ کے سفر کے باعث کچھ نہیں کر سکے اس لیے آں عزیز کے سپرد کئے جاتے ہیں، ان کے حال پر توجہ کریں اور تعلیم و تلقین سے دریغ نہ کریں۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام

۱۸۵۷ء میں سقوط دہلی کے بعد اسلامی درس گاہوں اور مدارس کو سخت نقصان پہنچا، بہت سے علماء ختم ہوگئے، کچھ حجاز ہجرت کرکے چلے گئے۔ مگر شاہ محمد اسحٰق دہلوی اور ولی اللّٰہی سلسلہ کے بعض علماء کو ایک درسگاہ قائم کرنے کا خیال ہوا۔ چنانچہ مولوی فضل الرحمٰن (والد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ) مولانا ذوالفقار علی اور حاجی عابد حسین نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں۔[1] (۱ سوانحِ عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی از مولانا محمد یعقوب نانوتوی (کتب خانہ امدادیہ دیوبند بغیر سال طباعت ص ۱۴)

مولانا محمد میاں مؤلف علماء ہند کا شاندار ماضی نے "علماء حق" میں مندرجہ بالا ناموں کے علاوہ مجوزین و بانیین میں مولانا مہتاب علی (مولانا ذوالفقار علی کے بڑے بھائی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے استاد) اور شیخ نہال احمد کا نام بھی لکھا ہے۔[2]

سوانح مخطوطہ کے مصنف منشی فضل حق لکھتے ہیں۔[3]

(۲ علماء حق از مولانا محمد میاں (مطبوعہ دہلی اشاعت اول ۱۹۴۷ء، حصہ اول ص ۶۶-۶۷)

۳ سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی (ادارہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۵ھ جلد ۲ ص ۲۵۸-۲۵۹)

ایک دن (حاجی عابد حسین) بوقتِ اشراق سفید رومال کی جھولی بنا، اور اس میں تین روپیہ اپنے پاس سے ڈال، چھتہ کی مسجد سے تن تنہا مولوی مہتاب علی صاحب مرحوم کے پاس تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے کمال کشادہ پیشانی سے چھ روپے عنایت کئے اور دعا کی اور بارہ روپے مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے اور چھ روپے اس مسکین (مصنف) نے دیئے وہاں سے اٹھ کر مولوی ذوالفقار علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے، مولوی صاحب ماشاء اللہ علم دوست ہیں فوراً بارہ روپے دیئے ——— یہ قصہ بروز جمعہ دوم ماہ ذیقعد ۱۲۸۲ھ میں ہوا ——— اور مدرسہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا۔"

الغرض ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کو دیوبند کی مشہور چھتہ والی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے کھلے صحن میں اس مدرسہ کا آغاز ہوا۔ اس ادارہ کے اصل محرک مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے اور یہ دیگر حضرات آپ کے اس منصوبہ میں باقاعدہ شریک تھے۔ اس درسگاہ کے سب سے پہلے طالب علم محمودؒ (مولانا ذوالفقار علی کے صاحبزادے شیخ الہند محمود حسن) اور پہلے استاد ملا محمود تھے۔ ۱۹ محرم کو ایک اشتہار کے ذریعے قیام مدرسہ کا اعلان کیا گیا پہلے سال کے اختتام تک طلبا کی تعداد اٹھتر ہوگئی۔ جس میں بیرون ہند کے طلبا ربھی شامل تھے۔ طلباء کے اضافے کے ساتھ مدرسین کا اضافہ ہوا اور چار مدرس اور بڑھا دیئے گئے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو صدر مدرس مقرر کیا گیا۔ چند ہی سال میں چھتہ کی مسجد ناکافی ثابت ہوئی تو ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۴ء میں مدرسہ جامع مسجد دیوبند میں منتقل ہوگیا۔ مگر جلد ہی یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی تو مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دارالعلوم کے لیے آبادی سے باہر ایک کشادہ اور وسیع عمارت کی تجویز پیش کی اور قطعہ اراضی خریدنے کے بعد ۲ ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء کو جمعہ کے دن موجودہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔[1]

دارالعلوم کے طلبہ کا پہلا سالانہ امتحان ماہ شعبان ۱۲۸۳ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا مہتاب علی اور مولانا ذوالفقار علی نے نہایت مستعدی اور سرگرمی سے لیا۔[2]

(۱ تاریخ دیوبند از محبوب رضوی (ادارہ تاریخ دیوبند ۱۹۵۲ء صفحہ ۷۵، ۸۱، ۸۲) ۲ سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی (ادارہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۵ھ ص ۲۴۷)

"مولانا ذوالفقار علی ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۲۱ھ تک تقریباً چالیس سال دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔"[3]

(تاریخ دارالعلوم دیوبند از قاری محمد طیب بحوالہ بیس بڑے مسلمان مرتبہ عبدالرشید ارشد (مکتبہ رشیدیہ لاہور بار اول ۱۹۶۹ء ص ۷۲)

اس تعلیمی ادارہ نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند آج برصغیر پاک و ہند ہی میں بلکہ بعض خصوصیات کے اعتبار سے دنیا کے مسلمانوں کی سب سے بڑی دینی درس گاہ ہے اور بین الاقوامی شہرت و عظمت کی مالک ہے۔

مظاہر العلوم کی سرپرستی

مظاہر العلوم سہارنپور کا وجود دارالعلوم دیوبند کے قیام کے چھ ماہ بعد رجب ۱۲۸۳ھ میں ظہور میں آیا۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ مولانا سعادت علی خاں سہارنپوری کے دل میں ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کا شوق پیدا ہوا اور یکم رجب کو محلہ قاضی میں اس کی بنیاد رکھی اور مولوی سخاوت علی صاحب انبیٹھوی کو ۱۰ روپے ماہوار پر مدرس بنا کر بٹھا دیا۔ اس وقت مدرسہ ایک کرایہ

کے مکان میں تھا۔ تین ماہ بعد شوال ۱۲۸۳ھ میں مولانا محمد مظہر صاحب مدرسہ کے صدر مدرس بنائے گئے اور مولانا سخاوت علی مدرس دوم ہو گئے چند سال بعد حافظ فضل حق کو، جو مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بیعت اور مولانا محمد مظہر کے مخلص دوست تھے۔ خیال ہوا کہ مدرسہ کو اپنے محلّہ میں لے آئیں، یہ مکان کہ جس میں اس وقت مدرسہ ہے حافظ صاحب کا ذاتی تھا اس کو انہوں نے توڑ کر مدرسہ کی موجودہ حالت پر تعمیر کرایا اور مدرسہ کے نام بیع نامہ کرکے مدرسہ اس میں قائم کر دیا، اثنار تعمیر میں مولانا سعادت علی خاں فقیہہ بانی مدرسہ انتقال کر گئے اور اسی تعمیری سال پر مدرسہ کا تاریخی نام مظاہر علوم ۱۲۹۲ھ تجویز ہوا۔ اس وقت مدرسہ کے ممبران و سرپرست سب کچھ تین حضرات تھے۔ مولانا محمد مظہر، قاضی فضل الرحمٰن، حافظ فضل حق، ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۲۰ھ تک مدرسہ کے سرپرست حضرات کے نام یہ ہیں:۔ مولانا سعادت علیخاں مولانا محمد مظہر، قاضی فضل الرحمٰن اور امام ربانی، ۱۳۱۴ھ میں مولانا خلیل احمد کو دیوبند سے مظاہر العلوم بلا لیا گیا تھا۔ وہ زمانہ ہے کہ جس میں حضرت امام ربانی کا تقرر بحیثیت سرپرست ہوا اور یہ ادارہ پانچ چھ سال خوب ترقی کرتا رہا لیکن ۱۹۰۳ء بمطابق ۱۳۲۰ھ میں مدرسہ کے چاہ طلب ممبران کی طرف سے ایک ہنگامہ اٹھا، قتل و غارت اور خون خرابہ سے بال بال محفوظ رہا۔ ان حالات میں امام ربانی نے سرپرستی سے استعفا دے دیا۔ اور آپ کی جگہ، تین حضرات سرپرست مقرر ہوئے ——— مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، مولانا عبدالرحیم رائے پوری اور مولانا اشرف علی تھانوی"[1] (تذکرہ مشائخ دیوبند: از مفتی عزیز الرحمان قرآن محل کراچی ۱۹۶۴ء، ص۲۱۶، ص۲۱۹) الغرض مولانا ذوالفقار علی کو مظاہر العلوم کی سرپرستی کا فخر بھی حاصل ہے۔

مسلک و مشرب

مولانا ذوالفقار علی حنفی المسلک اور چشتی المشرب تھے۔ مولانا ذو الفقار علی اپنی تالیف تسهیل الدّراسه فی شرح دیوان الحماسه کے دیباچہ میں لکھتے ہیں[2]

([2] تسہیل الدراسۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی بار سوم، ص۱)

"و انا العبد المفتقر ذو الفقار علی دیوبندی، مولدًا و محتدًا و الحنفی مذهبًا و الچشتی مشربًا و العثمانی نسبًا"

اخلاق اور فضل و شرف

"مولانا ذوالفقار علی کی طبیعت نہایت شریف وغیور واقع ہوئی تھی۔ باوجود کرم اخلاق کے صورت سے سیادت اور رعب عیاں تھا۔ مولانا ذوالفقار علی نہایت صاحب اقبال اور دینی و دنیاوی حیثیتوں سے صاحب وجاہت و عزّت عالم تھے۔ مولانا اپنے شہر میں نہایت خوش قسمت اور بلند اقبال شمار ہوتے تھے"[1] طبیعت میں استغنار، ایثار، غیرت اور شرافت کے جوہر نمایاں تھے ——— مولانا اصغر حسین، شیخ الہند مولانا محمود الحسن فرزند ارجمند مولانا ذوالفقار علی کے دار العلوم دیوبند میں تقرر سے متعلق لکھتے ہیں۔[2]

([1] حیات شیخ الہند از مولانا اصغر حسین دار الکتب اصغریہ دیوبند ۱۹۴۸ء، صفحہ ۱۲۰۶، ۱۳ء)

گارسان دتاسی نے آپ کی ایک تالیف تسہیل الحساب کی نشاندہی کی ہے، حوالہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔)

"مولانا محمد رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے، جن کا سینہ نور معرفت سے معمور تھا اپنی فراست صادقہ سے نظر انتخاب مولانا شیخ الہند پر ڈالی اور مولانا کے والد ماجد سے ذکر کیا۔ آپ کے والد ماجد کو چونکہ خدا تعالیٰ نے وسعتِ اموال عطا فرمائی تھی اور طبیعت نہایت شریف وغیور واقع ہوئی تھی اس لیے یہ گوارا نہ ہوتا تھا کہ ان کے فرزند مدرسہ سے کچھ معاوضہ لے کر خدمت کریں"۔

حلقہ تعلقات

مولانا مملوک علی اور حاجی امداد اللہ تو آپ کے استاد و شیخ تھے۔ مندرجہ ذیل حضرات آپ کے معاصرین و رفقاء میں شمار ہوتے ہیں۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی بن مولانا مملوک علی، مولانا فضل الرحمان (والد مولانا شبیر احمد عثمانی) مولانا محمد احسن نانوتوی مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد منیر نانوتوی، حاجی سید عابد حسین دیوبندی، شیخ نہال احمد دیوبندی منشی سید فضل حق دیوبندی، مولوی عبدالاحد (مالک مطبع مجتبائی دہلی) ان حضرات کا تعارفی تذکرہ ہم آئندہ صفحات میں کریں گے۔ اس میں ہم ان حضرات کے تعلقات کی کڑیوں کی بھی نشان دہی کریں گے۔

تصانیف و شروع:

تسہیل الدراسۃ، تسہیل البیان، التعلیقات علیٰ سبع المعلقات، الدیۃ السنیۃ، عطر الوردہ، الارشاد، تذکرۃ البلاغۃ، تسہیل الحساب، اور عربی، فارسی، اردو مراثی، مدائح اور نظمیں آپ کی بہترین علمی یادگار ہیں۔ ان پر مفصل تبصرہ باب ششم میں ملاحظہ فرمائیے۔

وصال

مولانا ذوالفقار علی کا انتقال بعمر ۸۵ سال ۱۵ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ، ۱۹۰۴ء میں دیوبند میں ہوا[1]۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

([1] حیات شیخ الہند اور مولانا اصغر حسین۔ دار الکتب اصغریہ دیوبند ۱۹۴۰ء ص۶)

قریب نصف صدی مولانا ذوالفقار علی کی ذات سے علم و فضل کی شمع روشن رہی دار العلوم دیوبند کا رفیق و بانی اور مجسمۂ فضل و کمال کا جسد خاکی دار العلوم دیوبند کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

دار العلوم دیوبند کی ۱۳۲۲ھ کی روداد میں مرقوم ہے۔

"مولانا محمد احسن نانوتوی قبرستان قاسمی میں آسودہ خواب ہیں۔ حضرت نانوتوی (مولانا محمد قاسم) کے برابر میں جانب مشرق ایک قبر چھوڑ کر ان کی قبر ہے۔ درمیانی قبر مولانا ذوالفقار علی کی ہے"۔ مولانا فضل الرحمٰن کے قطعہ تاریخ وفات میں ان کی قبر کی نشاندہی اس طرح کی ہے:

ہاں بجنب آسودہ تر ماہین دریاران خویش
قاسم بزم مودت، احسن شائستہ خو

مولانا فضل الرحمان نے مولانا ذوالفقار علی کی وفات پر ایک پردرد مرثیہ کہا تھا جو دار العلوم دیوبند کی ۱۳۲۲ھ کی روداد میں چھپا تھا۔ ہم نے وہ روداد و مرثیہ پروفیسر انوار الحسن مؤلف انوار قاسمی کے پاس دیکھا ہے لیکن افسوس وہ مرثیہ ہم نقل نہیں کر سکے۔

بقیہ: احادیث الرسول ؐ

اثر قبول کرتے، کبھی انفاق فی سبیل اللہ کے لئے خطبہ کی ضرورت محسوس ہوتی تو مال و دولت کی بے ثباتی کا نقشہ اس انداز سے کھینچا جاتا کہ لوگوں کی نظر میں مال و دولت کی بے ثباتی الم نشرح ہو جاتی اور لوگ اللہ کے دین کے لئے سب کچھ لٹانے پر آمادہ ہو جاتے۔ الغرض آپ کے خطبات مختصر الفاظ میں، نبوی اعجاز کا شاہکار ہوتے۔ جن جملوں کا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں ذکر ہے وہ چونکہ منبر پر ارشاد فرمائے گئے اس لئے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی خطبہ کا ہی حصہ ہوں گے اور اس خطبہ کا پس منظر کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اس کے جاہ و جلال اور نفع نقصان کے واحد مالک و مختار ہونے کی طرف پورے اہتمام سے توجہ دلائی اور اس طرح کہ ایک بندہ کامل کی حیثیت سے خود اپنے آقا و مالک اور مختار و داتا کے حضور عرض کیا کہ اے اللہ! بس دینے والی تیری ہی ذات ہے تو جسے دے اور جو چھین لے تو کون ہے جو رکاوٹ بن سکے وہ جو کہاوت ہے کہ "رب دے تو چھپّر پھاڑ کر دے" ہمارے خیال میں اس نبوی جملہ کی بہترین ترجمانی ہے۔ کون اس ذات اقدس کا ہاتھ روک سکتا ہے وہ بے نیاز ذات اگر نوازنے پر آئے تو جس کو چاہے اور جس طرح چاہے نواز دے۔ لیکن اے مولائے قدوس! اور اے داتا و مالک! جب تو ہی نہ دینا چاہے تو کون ہے جو دستگیری کرے تیرے بغیر کوئی لجپال نہیں تو ہی لجپال اور دستگیر و مشکل کشا ہے اور فرمایا کہ کسی کو اپنی محنت پر ناز و غرور نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ مؤثر حقیقی اللہ کی ذات ہے وہ چاہے تو کسی کی محنت ٹھکانے لگے نہیں تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ (ہاں یہ الگ بات ہے کہ اس محنت کا صلہ کسی دوسرے انداز سے مل جائے یا آخرت کے لئے وہ ذخیرہ ہو جائے) اس کے بعد کا جو جملہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ بھلائی سے سرفراز فرمانا چاہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں اس پر اس سے قبل ایک حدیث میں تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے

داڑھی ایک اسلامی شعار

میرے بھائیو!

اس مضمون کے اندر داڑھی کے وجوب کے بارے میں اور داڑھی منڈوانے والے کون ہیں: اکابر کی آراء جمع کی ہیں تاکہ عمل کرنے کی توفیق ہو اور اس بے لذت گناہ سے بچنا نصیب ہو۔ دینی احباب اور اپنے اکابر کے فرمانے پر یہ سطریں پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماکر ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ بندہ ظفر احمد قادری واہگہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اُمت کے بگاڑ کے وقت میری ایک سنت کو مضبوطی سے تھام لے گا اس کو سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ میری تابعداری کرو۔ غیروں کے تشبہ سے بچو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مسلمانو! تم نماز کی پابندی کرتے رہو۔ اور میرے رسول برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے۔ (سورۃ نور)

دیکھئے رسول برحق کی اطاعت اسی طرح فرض ہے جیسے نماز ادا کرنا یا زکوٰۃ دینا دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس شخص نے میری حکم عدولی کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے لیے نارِ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (سورۃ جن) اسی طرح سورۂ احزاب میں ہے کہ رسول پاکؐ تمہارے لیے نمونہ ہیں تاکہ آپ کی پوری طرح اتباع کی جائے۔ ایک حدیث شریف میں ہے، مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ (ترجمہ) جو شخص کسی قوم کا ہمشکل ہوگا وہ انہی سے ہے۔ مسلمانو! کیا وجہ ہے کہ آج کے دور میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا قرآن حدیث میں نعد دار الفاظ میں بار بار حکم آیا ہے اور داڑھی جس کے بارے میں واجب ہونے تک کے حکم آئے ہیں آج اتنا ہی اس مبارک سنت سے مزاح، تمسخر کا برتاؤ ہے افسوس ہے کہ یورپ سے الحاد و زندقہ کی بادِ سموم ایسی چلی کہ مسلمانوں کے روشن دماغ بھی ماؤف ہو گئے۔ ہر گروہ اسی رَو میں بہتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ یورپین وضع قطع، تہذیب و تمدن سے ایسے مرعوب ہو گئے کہ بلا تحقیق و تدقیق فلسفے دریافت کئے۔ بغیر آمنّا وَصَدَّقْنَا کہہ اُٹھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے عار آنے لگی بلکہ پیغمبر علیہ السلام کی مبارک سنت جس کا درجہ واجبات کے برابر ہے۔ عمل تو درکنار پھبتیاں اُڑنے لگیں۔ داڑھیاں رکھنے والے سائن بورڈ کے حامی کہلانے لگے۔ الغرض یورپین لباس وضع قطع پسند خاطر ہونے لگی اور اس میں عزت قومی سمجھنے لگی۔ ؎

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

میرے بھائیو! اس مضمون کے اندر داڑھی کے وجوب کے بارے میں اور داڑھی منڈوانے والے کون ہیں: اکابر کی آرا جمع کی ہیں تاکہ عمل کرنے کی توفیق ہو اور اس بے لذت گناہ سے بچنا نصیب ہو، دینی احباب اور اپنے اکابر کے فرمانے پر یہ سطریں پیش خدمت ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرماکر ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

(۱) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلْحَیَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ (رواہ ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں۔ ایک حیا کرنا، دوسرا خوشبو لگانا، تیسرے مسواک کرنا، چوتھے نکاح کرنا۔

(۲) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ وَالسِّوَاکُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَۃِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ۔ قَالَ زَکَرِیَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَۃَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الْمَضْمَضَۃَ (رواہ المسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں ہیں جو امور فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا ترشوانا۔ داڑھی کا چھوڑنا مسواک کرنا، ناک میں پانی لے کر صفائی کرنا ناخن ترشوانا، انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) دھونا، بغل کے بال لینا، موئے زیر ناف کی صفائی کرنا، پانی سے استنجا کرنا۔ حدیث کے راوی زکریاؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعبؒ نے بس یہ نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں اور میرا گمان ہے کہ وہ کلی کرنا ہے (معارف الحدیث جلد ۳ صفحہ ۵۹)

داڑھی کے متعلق ارشاداتِ نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فطرت (دین) اسلام میں مونچھ کا کاٹنا اور داڑھی کا بڑھانا ہے جب کہ یقیناً مجوس (آگ پرست)، اپنی مونچھیں بڑھاتے اور داڑھی کٹواتے ہیں۔ لہٰذا اپنی مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاکر ان کی مخالفت کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ اس معاملے میں یہود و نصاریٰ کی نقل مت کرو۔ ایک قاصد داڑھی منڈا بڑی مونچھوں والا حاضر خدمت ہوا تو آپؐ نے فرمایا مجھے تو اس کے خلاف کا حکم ہے (یہ حدیثیں حضرت شیخ الحدیث نے داڑھی کی شرعی اہمیت ص ۱ پر تحریر فرمائی ہیں۔

اب آگے آئمہ کے اقوال درج فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ داڑھی مونڈنا تمام اماموں کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ سب کے نزدیک داڑھی مونڈنا (یا کترانا) حرام ہے۔ (ص ۲۵ حوالہ بالا)

ایک ارشاد میں آپؐ نے فرمایا۔ جو آدمی مونچھ نہیں کٹاتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کفار کی نقل کرتا ہے اور اسی مملکت میں مر جاتا ہے وہ انہیں کے ساتھ قیامت میں اٹھایا جائیگا (حوالہ بالا)

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی: تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ دس چیزیں جن میں مونچھوں کا کاٹنا اور داڑھی کا بڑھانا شامل ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے ہمیں اس کی مطابقت کرنے کا حکم ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے راہ دکھائی ہے لہٰذا تم ان کی پیروی کرو۔ ان کی ہدایت پر عمل کرو۔ (سورۃ انعام آیت ۹۰) اور قرآن مجید میں سورہ النساء آیت ۱۱۹ میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑا کریں گے۔ حضرت تھانویؒ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ان الفاظ ”کہ میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے“ اس سے مُراد داڑھی کا منڈانا بھی ہے (داڑھی کی شرعی اہمیت ص ۸)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جن کلمات کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش ہوئی وہ یہی خصالِ فطرت ہیں اور آزمائش واجب چیز پر ہوا کرتی ہے جس میں ایک داڑھی رکھنا بھی ہے۔ (ایضاً)

داڑھی کا قرآن سے ثبوت

حضرت مولانا محمد صاحبؒ انوری لائلپوری تحریر فرماتے ہیں کہ روشن دماغ لوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی کا قرآن میں ثبوت نہیں ہے۔ یاد رکھیں جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے تو آپ نے بنی اسرائیل کو بگڑے ہوئے پایا۔ اور غصّے میں آکر اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی

پکڑ لی۔ تو ہارون علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے ماں جائے بھائی تو میری داڑھی اور سر کو مت پکڑ۔ قرآن کی اس آیت سے یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ حضرت ہارون علیہ السلام کے داڑھی تھی
۲۔ داڑھی تمام انبیاء کرامؑ کا طریقہ ہے۔
۳۔ داڑھی کی مقدار مٹھی کے برابر تھی۔

کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی قبضہ کے برابر تھی۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام کیسے ہاتھ میں پکڑ سکتے۔ پس اس آیت سے داڑھی کا ثبوت اور مقدار یعنی کم از کم چار انگشت معلوم ہوئی (العجالہ ص۱)

حضور اقدسؐ کی ریش مبارک

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے صرف چند بال مبارک سفید تھے۔ آپ کی ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ آپؐ داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے تھے۔ کنگھی جب ہی ہوتی ہے کہ جب داڑھی پوری ہو چھوٹی داڑھی میں کنگھی کیا معنی۔ (العجالہ)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرأت فرماتے تو آپ کی داڑھی مبارک کو حرکت ہوتی تھی ہم دیکھتے تھے کہ آپ قرأت فرما رہے ہیں۔ (بخاری)

صحابہ کرامؓ کا عمل مبارک

داڑھی کی حد شرعی،

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حج یا عمرہ سے فارغ ہوکر جب حجامت بنواتے تو اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ لیتے جو مٹھی سے زاید ہوتی تھی وہ کاٹ دیتے تھے (بخاری جمع الفوائد)

حضرت ابوہریرہؓ اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں لے لیتے اور جو بال مٹھی سے زاید ہوتے وہ کاٹ دیتے تھے (عمدۃ القاری)

سیدنا حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی داڑھی بہت بڑی ہے۔ بہت طویل ہوگئی ہے۔ آپؓ نے قینچی منگوائی۔ اور اس آدمی کی داڑھی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مٹھی سے باہر نکلے ہوئے بالوں کو کاٹ دیا۔ (شرح بخاری العجالہ ص۲۰)

مٹھی سے زاید بالوں کو کاٹ لینا سب فقہا کے نزدیک درست ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ یہی مذہب ابوحنیفہؒ کا اور قاضی ابویوسفؒ کا ہے اسی کو امام ابن سیرینؒ امام شعبیؒ اور دیگر علماء کرام نے صحیح قرار دیا ہے۔ (العجالہ ص۲۱)

داڑھی منڈانا یا کترانا حرام ہے

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید

ایک مٹھی سے کم داڑھی کرنا، کٹانا یا منڈوانا جیسا کہ مغرب زدہ لوگ یا ہیجڑے کرتے ہیں ایسا کرنا حرام ہے، یہ خاص ہندوؤں کا فعل ہے (شامی جلد۲ ص۱۲۳)

داڑھی کٹانا عجم کے کفار کا فعل ہے یعنی یہ علامت ہندو یا فرنگی کی ہے (مجمع البحار)

داڑھی منڈانا بے دینوں کا کام ہے اور یہ کام کرنا حرام ہے (بزازیہ)

داڑھی رکھنے میں انسانی جمال خوبصورتی ہے زبردستی مونڈنے والے پر تاوان ہے۔ افسوس کہ آجکل ہاتھ سے پیسے دے کر یہ قدرتی خوبصورتی کو ضائع کرکے ملعون بنتے ہیں (العجالہ)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مقدار قبضہ سے داڑھی کا کم کرانا، خواہ منڈانا ہو یا کترانا ہو یہ حرام ہے۔ (مالابدمنہ)

قبضہ سے کم داڑھی کا لینا ہندوؤں، مجوسیوں، فرنگیوں کا فعل ہے (مراقی الفلاح)

مرد کو حلال نہیں ہے کہ وہ داڑھی کاٹے (امام سرخسیؒ)

مولانا عبدالحیؒ نے اپنے فتویٰ میں نوازل ظہریہ اور مجمع البرکات سے نقل کیا ہے کہ جیسے مرد کو جائز نہیں مٹھی سے کم داڑھی کاٹے۔ ایسے ہی عورت کو جائز نہیں ہے کہ وہ سر کے بال کاٹے

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے درس ترمذی میں فرمایا داڑھی کا کاٹنا کہ مقدار قبضہ سے کم ہو جائے یہ چاروں مذاہب میں جائز نہیں ہے۔ جیساکہ دُرمختار کتاب الصیام میں لکھا ہے۔ ایسا فعل کرنے والے شخص کی شہادت گواہی دینا بھی مردود ہے قابل قبول نہیں۔

یہ سب فتوے حضرت مولانا محمد انوری صاحبؒ نے العجالہ میں تحریر فرمائے ہیں۔

اکبر مرحوم نے خوب فرمایا ہے:

کردیا کرزن نے زن مردوں کی صورت دیکھئے
آبرو چہرے کی سب فیشن بنا کر پونچھ لی
حق یہ ہے، انسان کو یورپ نے ہلکا کر دیا
ابتدا داڑھی سے کی اور انتہا میں مونچھ لی

ضروری تنبیہ

آپ نے دیکھ لیا کہ داڑھی منڈانا یا قبضہ سے کم کرنا اور کٹانا سب امور فسقیہ ہیں اور تشبہ بالکفار ہے۔ علماء نے ایسے شخص کو فاسق فرمایا ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ دیکھو درمختار، شامیؒ، کبیری، شرح منیۃ المصلی وغیرہ۔ اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو وہ اس بناء پر گنہگار ہوں گے۔ کہ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے۔ بلکہ امام مالکؒ کے نزدیک اس کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوتی اور امام احمد بن حنبلؒ سے بھی ایسی ہی ایک روایت ہے دیکھو کبیری ص۴۷۹ (العجالہ فی مسئلۃ اللحیۃ والسبالہ ص۲۹)

لبیں درست کرنا

لبوں کا اس قدر کترانا کہ لب کے برابر ہو جائیں سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے۔ بعض اجازت دیتے ہیں اور بعض بدعت کہتے ہیں احتیاط یہی ہے کہ نہ منڈوائی جائیں۔ (دُرمختار جلد۴ ص۱۴۰)

داڑھی کی شرعی مقدار کیا ہے؟

داڑھی ایک مٹھی بھر ہر طرف سے رکھنا ضروری ہے یہ مٹھی ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

حضرت گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مجموعہ داڑھی ایک مشت سے کم نہ ہو۔ اگر بعض بال کم ہوں تو حرج نہیں (فتویٰ رشیدیہ ص۴۶۴)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی ایک مُشت سے کم رکھنا منع ہے اور ایک مٹھی سے اگر زاید ہو تو کاٹ دیوے۔ یہ درست ہے (ص۴۷۱ حوالہ بالا)

اسی طرح ہے کہ داڑھی منڈانا یا جب کہ مُٹھی سے کم ہو کترانا حرام ہے۔ البتہ جب ایک مشت سے زاید ہو تو اس کا کترانا درست ہے اسی طرح چاروں طرف سے لے کر سڈول کرنا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ جلد۴ ص۹۳۹)

حلق کے بال مُنڈانا

سوال: کیا داڑھی کا خط بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے رخسار پہ بے موقع بال ہوں تو خط بنوانا جائز ہے۔ اور نہ منڈانا بہتر ہے (فتوی رشیدیہ ص۴۶۷)

دوسرا فتوے یہ ہے۔ رخساروں کے بال منڈانا جائز ہیں مگر خلافِ اولیٰ ہے (ص۴۸)

گردن کے بال منڈانا

گردن کے بال منڈانے اگر سر کے بال نہ منڈائے تو بھی یہ جائز ہے۔ البتہ بہتر نہیں (فتوی رشیدیہ ص۴۹۴)

سینہ اور ساق کے بال

سینہ اور پنڈلیوں کے بال فقہاؒ نے منڈانے جائز لکھا ہے کیونکہ حضرت گنگوہی نے تحریر فرمایا ہے کہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام بدن مبارک پر سوائے چہرہ اور سر کے نورہ کرتے تھے (نورہ بال اڑانے والی دوائی ہوتی ہے۔ ہڑتال وغیرہ) فتوی رشیدیہ فتویٰ دار العلوم دیوبند ص۵۳

باقی بالوں کے متعلق احکام

پورے سر کے بال منڈا دینا سنت ہے یا پورے سر کے بال رکھنا جو کانوں کی لو تک ہوں یہ بھی سنت ہے۔ کچھ بال رکھنا اور کچھ نیچے سے کٹانا جیسے آج کل انگریزی فیشن ہے یہ منع ہے، حرام ہے۔ کیونکہ تشبہ بالکفار ہے۔

عورت کا سر کترانا یا منڈانا حرام ہے۔ (درو جلد نمبرہ ص۴۰۵) اور عورتوں پر اس طرح کرنے پر لعنت آئی ہے۔

ناک کے بال

ناک کے بال اُکھیڑنا نہ چاہیئے بلکہ قینچی وغیرہ سے کتر ڈالنا چاہیئے فتوی ہندیہ جلد۴ ص۲۳۹)

زیرِ ناف بال

مرد کے لیے استرے سے بال صاف کرنا بہتر ہے اور مونڈتے وقت ناف کے نیچے سے شروع کرے اور ہڑتال وغیرہ سے یا پاؤڈر وغیرہ سے بھی دُور کرنا جائز ہے۔ اور عورت کے لیے یہی بہتر ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دُور کرے۔ استرا نہ لگائے۔ (دُر جلد۴ ص۲۶۰)

حالت جنابت میں یعنی جب غسل فرض ہو تو یہ بال اتارنا یا ناخن کاٹنا مکروہ ہے (ص۲۳۹ فتویٰ ہندیہ)

مسئلہ: ہر ہفتے میں ایک مرتبہ بال زیر ناف کاٹنا، بغل کے بال صاف کرنا، لبیں درست کرنا، نہا دھوکر صاف سُتھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعۃ المبارک

کا دن ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے فراغت حاصل کرکے نماز جمعہ کو جائے۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی۔ انتہا درجہ چالیس دن ہے۔ اس کے بعد رخصت نہیں، اگر چالیس دن گزر گئے اور یہ کام نہ کیئے، صفائی حاصل نہ کی تو یہ شخص گنہگار ہوگا۔
(فتویٰ ہندیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۳۸)

بغل کے بال

بغل کے بال صاف کرنے میں بہتر یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے صاف کرے یا پھر استرے سے منڈانا بھی جائز ہے (درجلد۴ صفحہ ۱۴۱)

ناخن کٹوانا

ہاتھ کے ناخن کٹوانے کی یہ ترتیب ہے اور سنت ہے۔ سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی انگلی جو شہادت کی کہلاتی ہے۔ اس کا ناخن کاٹا جائے۔ پھر چھوٹی انگلی تک کاٹنا چاہیئے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے تک آئے اور آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹے۔ پاؤں کے بارے میں یہ ہے کہ جیسے وضو میں خلال کرتے ہیں دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (درجلد۵ صفحہ ۱۴)

مسئلہ: ناخن کو دانت سے کاٹنا مکروہ ہے اور کٹے ہوئے بال اور ناخنوں کو دفن کر دینا چاہیئے دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ پر ڈال دے مگر گندی جگہ پر نہ ڈالے اس سے بیمار ہونے کا خطرہ ہے۔

بالوں کو خضاب کرنا

بالوں کو خضاب کرنا کسی چیز سے سوائے کالا کرنے کے سب درست ہے (فتویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۹۱)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک قوم آخر زمانہ میں آئے گی۔ وہ جنگلی کبوتر کے پوٹے کی طرح سیاہ خضاب کرے گی۔ ان کو جنت کی خوشبو بھی میسّر نہ ہوگی۔ (ابوداؤد نسائی)

سفید بال چننا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال چننے سے منع فرمایا ہے۔ کہ یہ مومن کا وقار ہے: بغرض زینت سفید بال چننا ممنوع ہے (عالمگیری جلد۴ صفحہ ۲۳۹)

اکابر کے ارشادات

حضرت مولانا شیخ الحدیث محمّد زکریا مدظلہم العالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ آخری تین چار سالوں میں داڑھی مونڈنے کی انتہائی سختی سے مذمّت فرماتے تھے۔ (بلکہ بیعت کرنے اور مصافحہ کرنے پر زور دار الفاظ میں تنبیہ فرماتے تھے) اب تو میں بھی اس بارے میں بغیر ٹوکے نہیں رہ سکتا کیونکہ خیال ہے کہ اگر یہ آدمی اس حالت میں مرجائے تو قبر میں سب سے پہلے اُسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا۔ پھر اس وقت یہ مسلمان آپ سرکار کا کس منہ سے سامنا کرے گا۔ جب کہ اس کی شکل آپؐ کے حکم کے خلاف ہے۔ میرے ذہن میں اکثر یہ خیال آتا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں۔ مثلاً اغلام کرنا، نشہ کرنا کرانا، غضب وغیرہ ان گناہوں میں مبتلا شخص صرف اسی وقت گنہگار ہے جب یہ گناہ کرتا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ۔ یعنی کوئی زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت پورا مومن نہیں ہوتا۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ زنا کے وقت زانی کا ایمان اس سے جُدا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ زنا کر چکا تو وہ واپس آجاتا ہے۔ مگر یہ داڑھی مونڈنا ایک ایسا گناہ ہے کہ ہر حالت میں ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ روزہ رکھتے حج و عمرہ کرتے وقت بھی یہ گناہ ساتھ ہی ہوتا ہے۔ (داڑھی کی شرعی اہمیت صفحہ ۵)

حضرت مولانا قاری محمّد طیّب صاحب مدظلہم نے مستقل ایک کتاب داڑھی کی شرعی حیثیت میں عالمانہ طور پر خوب بحث تحریر کی ہے کہ داڑھی شرعی کتنی اور کیسی ہونی چاہیئے۔

اسی طرح حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آج کل داڑھی کی اہمیت سے لوگ بہت غافل ہو رہے ہیں۔ یہاں بیان کرنا مناسب ہے کہ ایک مٹھی کے برابر داڑھی رکھنا واجب ہے۔ اس سے زیادہ ہونے پر کترانا درست ہے اور اگر ایک مٹھی سے کم ہے تو کترانا ناجائز ہے جیسے منڈوانا حرام ہے اسی طرح مٹھی سے کم کرنا حرام ہے۔ شیخ محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مشت بھر داڑھی چھوڑنا واجب ہے

خوب یاد رکھو

جس طرح اور جتنی اہمیت وتر پڑھنے اور عید و بقرہ عید کی نماز کی ہے اتنی ہی ضروری داڑھی رکھنا ہے بلکہ داڑھی تو مثلاً شعائر قربانی کرنے کے شعائر اسلام سے ہے قربانی سے روکنے والوں کے ساتھ تو ہم لڑتے مرتے ہیں۔ افسوس کہ ہم داڑھی خود منڈواتے ہیں۔ کیسی افسوسناک ہماری یہ حالت ہے۔ رسالہ داڑھی کی قدر وقیمت پڑھنے سے اس کی اہمیّت ہوگی۔ یاد رکھو۔ داڑھی منڈانے یا کترانے والے کا امام بننا یا آذان دینا، اقامت کہنا شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنے سے الگ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھنا بہتر ہے ایسا آدمی اگر آذان دے دے تو آذان تو دوبارہ نہ کہیں مگر یہ آدمی گنہگار ضرور ضرور ہوگا (ثواب کی بجائے گناہ ہوگا)
(مجالسِ ابرار حصہ دوم صفحہ ۲۲۷)

داڑھی کے فوائد ڈاکٹروں کی نظر میں

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری اپنی کتاب داڑھی کی قدر وقیمت صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ طب یونانی تو یہ پہلے ہی طے کر چکی ہے کہ مرد کے لیے داڑھی زینت ہے اور گردن اور سینے کی بڑی محافظ ہے۔ مگر اب ڈاکٹر بھی الٹے پاؤں لوٹنے لگے ہیں۔ چنانچہ ایک ایک ڈاکٹر کہتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پہ بُرا اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوتی رہتی ہے۔

دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے نیچی داڑھی مضرِ صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینے تک پہنچنے سے روکتی ہے۔

تیسرا ڈاکٹر لکھتا ہے اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں ختم ہو جائے گا۔

بقیہ: شذرہ

علالت کا علم ہُوا ۲۱ر جنوری کی شام اپنے ابا بزرگوار سے مجھے اس سانحہ کا علم ہُوا۔ بھاگم بھاگ جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ مثالی تھا، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نے جنازہ پڑھایا۔ احقر کے والد بزرگوار، چھوٹے بھائی اور مولانا عبدالحکیم نے غسل دیا۔ انہی جیسے احباب نے لحد میں اتارا۔ علم و شرافت کی ایک روایت دم توڑ گئی۔ چہرہ اتنا پُر رونق تھا کہ بے ساختہ رشک آتا۔ ایک ہی فرزند ہیں برادرم میجر طاہر اور چار بچیاں!

اللہ تعالیٰ بیوہ سمیت ان بچوں کا حامی و ناصر ہو۔ مَیں تو خود اپنے ایک مخلص ترین دعا گو بزرگ سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنّت نصیب فرمائے پسماندگان و متعلقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ غمزدہ: علوی

بقیہ: پندرھویں صَدی ہجری

کا انجام کیا ہوگا۔ اس بنا پر یہ موقع جشن و شادمانی کا ہرگز نہیں بلکہ احتسابِ نفس اور اخلاص وللّٰہیت کے علمی اور تبلیغی جدوجہد کرنے کا ہے۔

یہ زورِ دست و ضربت کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

مجاہدین احرار کا قیام

گزشتہ دنوں فیصل آباد میں دینی اور اصلاحی ذوق رکھنے والے کارکنوں نے اپنے ایک اجتماع میں "مجاہدین احرار" کے نام سے ایک دینی سماجی تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا جس کی کنوینگ کمیٹی کے سربراہ مرزا غلام نبی جانباز قرار پائے۔ یہ تنظیم ملک میں معاشرتی وسماجی اصلاح کے لئے اپنی کوششیں بروئے کار لائے گی۔ (نامہ نگار)

افکار معاصرین

ھسپانیہ میں مسجد

لاہور میں جاری ہونے والے ایک پریس ریلیز کے مطابق قادیانی جماعت کے سربراہ نے سپین کے ایک شہر پیڈرو میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ ہسپانوی حکومت کا اس مخصوص گروہ کو اس بات کی اجازت دینا بہت معنی خیز INSTRUCTIVE ہے کیونکہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے انہیں کئی صدیوں سے آج تک ایسی کوئی رعایت نہیں ملی ہے۔ صرف علامہ اقبال مرحوم کو گول میز کانفرنس لندن سے واپسی پر اُن کے پرزور اصرار پر اس بات کی اجازت ملی تھی کہ وہ مسجد قرطبہ میں نفل نماز ادا کر سکیں۔ یہ تاریخی لمحہ علامہ مرحوم کی ایک مشہور نظم میں زندہ جاوید ہو چکا ہے۔

جماعت احمدیہ کو یہ نادر اور انوکھی رعایت دینے کی وجہ پوشیدہ نہیں ہے اسے اس جماعت کے خمیر میں دیکھا جا سکتا ہے قادیانی تحریک کا تشخص برطانوی راج کے ساتھ ابھرا تھا جب کہ بعض عناصر نے ہندوستان کی سیاست میں اسے خاص سیاسی بنیادوں پر تقویت دی تو قادیانی تحریک نے مذہبی اصطلاحات استعمال کر کے اسے قانونی جواز فراہم کرنا بلکہ تقدیس دینا چاہی قادیانیت نے اپنے عقیدے کو بظاہر نظام حکومت سے متعلق اس اسلامی تصور کی بنیاد پر استوار کیا جس میں مسلمانوں کو اولی الامر کی اطاعت کرنے کو کہا گیا ہے جبکہ جو نظام حکومت اسلام چاہتا ہے وہ صرف اسلامی ہی ہو سکتا ہے۔ اور اسلام نہ صرف یہ چاہتا ہے کہ صرف اس کے قوانین ہی مسلمانوں کی زندگیوں پر لاگو ہوں بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اُن قوانین کو ایک مسلمان حکمران ہی کے ذریعے سے نافذ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں قرآنی حکم بالکل واضح ہے "تم اپنے میں سے اولو الامر کی اطاعت کرو" ظاہر ہے کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا حکمران نہیں بن سکتا۔ لیکن قادیانیوں نے اس حکم کا "تم اپنے میں سے" والا حصّہ اڑا دیا اور اس مفہوم سے ساری اسلامی اقدار کو تلپٹ کر کے رکھ دیا اور یوں ایک غیر مسلم کے مسلم ریاست کے سربراہ ہونے یا مسلم معاشرے کے غیر مسلم حکمران کے مطیع بن جانے کی راہ ہموار کر دی۔ یہ بات برطانویوں کو بیحد راس آئی۔ کیونکہ انہیں مسلمانوں کو زیر نگیں کرنے کے لیے بے انتہا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا ولیم ہنٹر نے اسی لیے یہ دلچسپ PIQUANT سوال اٹھایا تھا کہ آیا مسلمان غیر مسلم ملکہ برطانیہ کی اطاعت کریں گے؟ چنانچہ قادیانی تحریک انگریزوں کے لیے بڑی نعمت ثابت ہوئی جس نے انگریزوں کے دور مطلق العنانی SUZERAINTY میں خود کو منظم و مستحکم کیا اس طرح سے ایک غیر اسلامی تصور اسلامی نظریاتی ڈھانچے میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں تک "نبوت" کی اصطلاح کا تعلق ہے یہ ابتدائی دور میں اس نظریے کو "مستند" کرنے کے لیے وضع کی گئی تھی۔

قادیانی بظاہر اسلام کا پرچار کرنے والے کہلاتے تھے اس لیے ان کی امداد و معاونت کی جاتی رہی تاکہ وہ اپنی شناخت اندرون و بیرون ملک مسلمانوں ہی کے ایک باقاعدہ فرقے کی حیثیت سے کرا سکیں۔ (وائسرائے ہند نے گرجا گھروں اور منظور شدہ مذہبی سوسائٹیوں کی امداد کے لیے ایک مذہبی فنڈ ECCLESIASTICAL بھی قائم کر رکھا تھا)، اس گروہ کو جو سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔ ایک طرف اس نے ضرورتمند مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کیا تو دوسری طرف بیرون ملک مہیا سہولتوں نے اسے مغرب میں اپنے مشن قائم کرنے کے قابل بنا دیا۔

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

سوال و جواب

طبّی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

نوٹ:- جو حضرات براہ راست بذریعہ ڈاک طبی مشورہ حاصل کرنا چاہیں وہ جوابی لفافہ روانہ فرمائیں۔ ورنہ براہ راست جواب نہیں دیا جائے گا۔ جملہ خط و کتابت بنام حکیم آزاد شیرازی۔ اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

جسم کے بائیں حصّے میں درد

سوال:- پچیس برس پہلے مَیں نے مکئی کا بھنا ہُوا بھٹّہ کھایا جس کے فوراً بعد میری بائیں پسلی کے نیچے شدید درد ہُوا ۲۵ دن علاج کرانے سے درد کم ہُوا۔ اس کے بعد سے سردی گرمی دونوں موسموں میں نمونیہ کی شکایت وقتاً فوقتاً ہو جاتی رہی۔ اب ایک مدّت سے بائیں طرف آگے اور پشت پر درد ہوتا ہے۔ کبھی پٹھوں میں درد ہونے لگتا ہے کبھی دل سے لے کر کندھے اور گردن اور سر تک بائیں طرف درد ہوتا ہے کبھی بائیں بازو میں کندھے سے لے کر ہاتھ کی انگلیوں بلکہ ناخنوں تک درد ہوتا ہے۔ گرمی میں فاقہ اور سردی میں تکلیف ہوتی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں دورانِ حج تین مہینے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران درد نہیں ہُوا۔ لیکن حج سے واپسی پر پھر درد شروع ہو گیا۔ علاج کراتے کراتے تھک گیا ہوں۔

(مولوی محمد اسمٰعیل خطیب و امام مسجد ڈوگرانوالہ ملیاں ڈاکخانہ چک چودھری براستہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ)

جواب: آپ روزانہ صبح و شام کھانے کے درمیان ایک ایک چمچی (چائے والی) روغن زیتون پیا کریں۔ نیز ایک چھٹانک روغن زیتون میں ایک تولہ حرمل ہلکی آنچ پر جلا لیں اور روغن صاف کر کے شیشی میں محفوظ رکھیں۔ روزانہ رات سوتے وقت سر کے پچھلے حصّے یعنی گُدّی پر دس قطرے روغن مالش کرائیں۔ بائیں بازو اور پسلی نیز پشت پر بھی روزانہ روغن زیتون کی مالش کریں انشاءاللہ صحت ہو گی۔

کھانے کے لئے ہومیوپیتھک دوائی نکس وامیکا ۲۰۰ کی ایک خوراک رات سوتے وقت ایک ہفتے کے وقفے سے کھا لیا کریں۔

سنگِ مثانہ۔ تقطیر البول

سوال: مجھے عرصہ پندرہ سال سے موسم گرما میں اپریل سے اکتوبر تک دو چار دن وقفہ کے بعد جوار باجرہ، نخود کے دانہ کے برابر پیشاب میں پتھری خارج ہوتی رہتی ہے — مزاج گرم، عمر ۵۵ سال ہے۔ ایکسرے سے پتھری معلوم نہیں ہوتی۔ موسم گرما میں سفر کرنے سے پیشاب بند ہو جاتا ہے اور سخت جلن ہوتی ہے نیز پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں۔ معمولی خون بھی آتا ہے۔ سردی میں پاؤں ٹھنڈے ہونے سے پیشاب کی زیادتی ہو جاتی ہے ابھی تک علاج موافق نہیں آیا (۲) موسم سرما میں لکھتے، کام کرتے کھانا کھاتے یا سوتے وقت رگوں میں کھچاوٹ ہو جاتی ہے۔

(عبدالرحمٰن۔ حمید آباد، تحصیل خانپور)

جواب: آپ موسم گرما میں سفوف مُدِر استعمال کریں۔ نُسخہ حسبِ ذیل ہے:-

۱- جوکھار (۲) قلمی شورہ (۳) نوشادر۔ ہر ایک ایک پاؤ، تینوں دواؤں کو باریک پیس کر پچیس گُنا پانی میں بھگو دیں اور روزانہ چند بار ہلاتے رہیں۔ تین دن کے بعد پانی نتھار لیں اور اس پانی میں (۱) مغز کدّو دس تولہ ۲- مغز خیارین دس تولہ (۳) تخم کاسنی دس تولہ (۴) تخم کاہو دس تولہ (۵) (۵) تخم خرفہ دس تولہ گھوٹ کر شیرہ نکالیں اور چھان کر مٹی کے کورے برتن میں ڈال کر چھت سے لٹکا دیں۔ چند دن بعد اس برتن کے

باہر اردگرد سفید جوہر نکلے گا۔ اس جوہر کو روزانہ الگ کرکے کسی شیشی میں رکھتے جائیں۔ شیشی کو مضبوط کارک لگا کر بند کریں۔ روزانہ ۲ سے ۳ خوراکیں کھائیں۔ مقدار خوراک ایک ماشہ، پانی کے ساتھ۔ اگر قبض کی شکایت ہے تو ہفتے میں ایک بار روغن مغز بید انجیر (کسٹرآئل) ۵ تولہ دن کے وقت پی لیا کریں۔ خصوصاً موسم سرما ہیں۔ رگوں کی کھچاوٹ کے لئے آپ بھی روغن زیتون کی مالش کریں۔

مسوڑھوں سے خون آتا ہے

سوال: عرصہ ۵ سال سے مسوڑھوں سے خون بہتا رہتا ہے۔ کبھی کبھار مسواک کرنے سے مسوڑھے پھول بھی جاتے ہیں۔ دانت ہلتے بھی نہیں ان میں درد بھی نہیں ہوتا۔ مسواک باقاعدگی سے کرتا ہوں، دانت صاف رکھتا ہوں۔ عمر ۲۳ سال ہے۔ صحت اچھی ہے، البتہ قدرے قبض رہتی ہے۔

محمد خالد، چنیوٹ ضلع جھنگ

جواب: درخت کیکر کی چھال لے لیں۔ مٹی کی ایک ہنڈیا میں تھوڑی چھال سیر بھر پانی میں بھگو کر جوش دیں۔ جب خوب اثر نکل آئے۔ ایک گلاس اس نیم گرم پانی سے رات سوتے وقت کلیاں کریں۔ اس کے بعد ایک انگلی خالص سرسوں کے تیل میں بھگو کر مسوڑھوں پر مل لیں، اور سو جائیں۔ ہو سکے تو نیم کی مسواک استعمال کیا کریں۔ قبض کے لئے ہفتے میں ایک بار کسٹرآئیل ۵ تولہ دن کے وقت پی لیا کریں۔ گائے بھینس کا گوشت استعمال نہ کریں۔

بالکل مفت کا یہ علاج دو چار مہینے متواتر کریں —— انشاءاللہ صحت ہوگی۔

بقیہ: ہسپانیہ میں مسجد

قادیانیوں کا رول آزادیٔ ملک کے بعد ختم نہیں ہوگیا۔ طرفہ یہ ہے کہ اسلامی بیداری کی لہر نے قادیانیوں کو بھی سر اٹھانے کا موقع دے دیا" جنگجو اسلام" نے عیسائی مغرب اور سوویت مشرق، دونوں کے کان کھڑے کر دیئے ان دونوں گروہوں کو نہ صرف اسلام کی ابھرتی اور مجتمع ہوتی ہوئی قوت کا سامنا ہے بلکہ وہ اسلام کی پرکشش تبلیغی قوت سے بھی آگاہ ہیں۔ اس خطرے کا احساس کیا جارہا ہے کہ اگر ایک طرف اسلامی ممالک مضبوط ہو جائیں اور دوسری طرف خود ان کی اپنی مسلم آبادیاں اپنے غیر مسلم "سرپرستوں" کو آنکھیں دکھانے لگیں تو یہ عمل بین الاقوامی سطح پر سیاسی جہتوں میں تبدیلیاں لانے کا موجب بنے گا۔ چنانچہ یہ طاقتیں ایسے لائحہ عمل پر کام کرنا پسند کرتی ہیں جس سے اسلام کی قوت کو اس کے اندر سے ضعف پہنچایا جاسکے اس سلسلہ میں محکومیت اور مغلوبیت کا وہ عقیدہ ایک جنگی چال کی اہمیت کا حامل ہے جس کی تلقین قادیانی تحریک کرتی ہے، اسلام کا یہ وہ روپ ہے جس کی نشر و اشاعت انہوں نے کرنا چاہی تھی۔ اس تصور کے حامل کثیر افراد تعداد میں جس قدر زیادہ ہوں گے ان کے لیے اسی قدر بہتر ہوگا کیونکہ اس عقیدے کو اختیار کرنے والے حکومت کی مخالفت کی پالیسی پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اور اس طرح سے ان حکومتوں کے دائرہ اختیار میں مسلمانوں کا جسدِ ملّی بآسانی قابل گرفت ہوتا چلا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی تحریک کو ہر جگہ، یورپ افریقہ یا روس میں خوش آمدید کہا جاتا ہے کہ وہ وہاں آئیں اور جڑ پکڑیں۔ دہلی سے آنے والی رپورٹیں بھی بتاتی ہیں کہ قادیانی "ہندو انڈیا" میں اپنے وزن کو اسی طرح استعمال کر رہے ہیں جس طرح کہ انہوں نے "برٹش انڈیا" میں کیا تھا اور غرض اس کی اب بھی وہی ہے۔ یعنی پسماندہ، مفلوک الحال اور دبے ہوئے مسلمانوں میں سے وفادار چھانٹے جائیں۔ اس لیے اس میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ قادیانیوں کو سپین میں مستحکم ہونے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

(پاکستان ٹائمز ۱۷ نومبر ۱۹۸۰ء)

بقیہ: تعارف وتبصرہ

بنا لیا ہے۔ جب کہ شریعت میں اس کا معاملہ بہت سہل اور آسان تھا اللہ تعالیٰ مولانا کا بھلا کرے۔ صاف صاف باتیں صاف صاف انداز میں لکھ دی ہیں اور کوئی گوشہ تشنہ نہیں۔ مفتی جمیل احمد صاحب نے اس کو حرفاً حرفاً پڑھ کر اصلاح فرما دی ہے۔ اب بالکل مستند رسالہ ہے۔ جسے ہر آدمی پورے اعتماد سے پڑھ سکتا ہے

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں —— (مدیر)

سنّتِ نبویہ اور قرآن کریم

تالیف : مولانا محمد حبیب اللہ مختار

قیمت : ......

ناشر { مجلس دعوت وتحقیق اسلامی، علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی نمبرہ

دور حاضر میں جو فتنے اسلام اور اہل اسلام کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں ان میں ایک فتنہ انکار حدیث کا ہے جس کے نام لیوا کھلے بندوں یہ بات کہتے ہیں کہ سنتِ نبویہ اور احادیث حجت نہیں اس فتنہ کے اصل بانی زنادقہ ملاحدہ بعض غالی قسم کے منکرین صحابہ اور معتزلی تھے جنہوں نے انہی اغراض کے پیشِ نظر احکامِ اسلام سے گلو خلاصی کے لیے اپنی راہ کی ہر رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مختلف حربے اختیار کیے اور اسی ضمن میں سنت وحدیث کا بھی انکار کیا —— آج کے دور میں یہ فتنہ زیادہ منظم ہوکر اہلِ اسلام سے نبرد آزما ہے۔ اور خاص طور پر پچھلا کچھ عرصہ بڑا ہی پر آشوب تھا کہ اقتدار میں شریک بعض لوگ اس قسم کے فتنہ جو لوگوں کے سرپرست تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود ہی محافظ ہے۔ ہر فرعونے را موسیٰ کی کہاوت بہت پرانی ہے ہر دور میں اپنے صاحبان علم وفضل موجود رہے جنہوں نے علمی ہتھیاروں سے مسلح ہوکر اس فتنہ کی سرکوبی کی آج یہ سعادت فاضل محترم مولانا محمد حبیب اللہ مختار کو حاصل ہوئی ہے۔ مولانا المحترم حضرت العلامہ السید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ سے عزیز داری کے تعلق کے ساتھ ساتھ ٹھوس علمی مذاق رکھتے ہیں مولانا المرحوم کی قائم کردہ مجلسِ دعوت وتحقیق اسلامی کراچی کے صدر اور آپ کے قائم کردہ یگانۂ روزگار مدرسہ کے نائب رئیس ہیں، علم وتحقیق کا ستھرا اور نکھرا ہوا ذوق اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے جس عظیم الشان جامعہ کے آج آپ نائب مہتمم ہیں اسی میں آج سے سترہ سال قبل آپ نے رسمی تکمیل فرمائی۔ اتفاق یہ ہے کہ اسی سال (۱۳۸۳ھ ۱۹۶۴ء) مدرسہ کے مدرس مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی کی زیر نگرانی "تخصص فی علوم الحدیث" کا شعبہ قائم ہوا اس کے دو سالہ نصاب کی تکمیل کے موقع پر موصوف اس عنوان سے مقالہ لکھنے کے ذمہ دار قرار پائے۔ سو انہوں نے مقالہ لکھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ کمال محنت سے خوب لکھا۔ قرآن کریم جیسی لازوال کتاب کا خاص اس نکتہ نظر سے دوبارہ بھرپور مطالعہ اسی دوران موصوف کو کرنا پڑا۔ اور اسلاف کے علمی جواہر پارے خوب خوب کھنگالے —— یہ عظیم الشان مقالہ ایسا تھا کہ محدث بنوریؒ جیسی عظیم شخصیت اس کی اشاعت کی آرزو رکھتی تھی حضرت مرحوم کی زندگی میں ایسا نہ ہوسکا لیکن اب الحمد للہ یہ چھپ گیا یقیناً مرحوم کی روح مسرور ومطمئن ہوگی۔ آپ کی قیمتی اور وقیع رائے جو کئی تقاریظ پر بھاری ہے شامل کتاب ہے جو ۱۹۶۷ء کی لکھی ہوئی ہے —— ہر چیز کا اپنا وقت مقرر ہے اس کی اشاعت اب مقدر تھی سو ہو گئی۔ مولانا حبیب اللہ صاحب نے مزید اہتمام یہ کیا کہ مولانا عبدالرشید نعمانی جیسے محقق و مدقق مدرس سے مقالہ پر بادِ دگر نظر ثانی کرائی اور یوں یہ مقالہ کئی مراحل طے کرنے کے بعد سامنے آگیا۔ یقین ہے کہ اس موضوع پر بہت قیمتی ثابت ہوگا۔ طلبہ چھوڑ علماء کے لیے بھی معرکہ کی چیز ہے۔ اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے عوام بھی خوب استفادہ کرسکتے ہیں اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائیں۔ ہمیں امید قوی ہے کہ اہل ذوق اس کی خوب قدر کریں گے۔ (علوی)

تحفہ علم وحکمت

تالیف: مولانا محمد اسحاق خاں

قیمت: -/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ نشر واشاعت دار العلوم تعلیم القرآن پلندری۔ آزاد کشمیر۔

وقت کے عظیم اساتذہ سے کسب فیض کرنے

والے ایک نوجوان عالم دین مولانا محمد اسحاق خان اپنی محنت، علمی لگن اور اس راہ کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد آج اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کے مؤثر رکن اور اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات کے رکن ہیں ان دو اہم ترین اداروں میں سنجیدہ اور ٹھوس فکری اور علمی خدمات کے سبب ان کی نیک نامی اور شہرت خوب خوب ہے۔ اساتذہ اپنے اس ہونہار شاگرد اور اس کے علمی کارناموں کو دیکھ کر مسرور و مطمئن ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ عزیز شاگرد ابھی اور چمکے گا اور خوب! موصوف ان خدمات کے علاوہ دوسرے میدانوں میں بھی مصروف عمل ہیں جن میں ایک تصنیفی میدان بھی ہے۔ اس میدان کی دوسری خدمات کے علاوہ آپ کی سب سے زیادہ وقیع خدمت زیر تبصرہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں امام نووی قدس سرہ کی اربعین اور امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دس منتخب احادیث (کل ۵۰) کا شستہ و بامحاورہ ترجمہ تو ہے ہی ساتھ اپنی دلنشین تشریح ہے کہ سبحان اللہ۔ متعلقہ احادیث سے جو مسائل ثابت ہوتے ہیں ان کی تعداد بہت ہے اور ان میں عقائد، عبادات اور اخلاق و معاملات سبھی شعبوں سے متعلق مسائل ہیں۔ مولانا کا قلم ہر مسئلے پر چلا ہے اور خوب! اس طرح یہ کتاب واقعی "علم و حکمت کا تحفہ" بن گئی جس محنت سے انہوں نے لکھی اسی محنت سے کتابت ہوئی اسی انداز سے طباعت جلد وغیرہ کا اہتمام ہوا اور ساڑھے پانچ سو صفحات کی یہ خوبصورت کتاب تیار ہوگئی۔ یقیناً ہر مسلمان کی یہ ضرورت ہے اور مولانا کا شکریہ لازمی کہ انہوں نے اس ضرورت کو پورا کیا۔ آزاد کشمیر جیسے مادی وسائل سے محروم خطہ کے ایک ادارہ نے اسے چھپوایا یہ بھی ایک بڑی خدمت اور معرکہ ہے اس ادارہ کے فاضل یگانہ بزرگ مولانا محمد یوسف خاں اور متحدہ عرب امارات کے بعض نامور حضرات کی تقاریظ، آرار کتاب و صاحب کتاب کی اہمیت کا پتہ دیتی ہیں۔ ہمارے عزیز دوست عبدالحفیظ بن عبدالعزیز نے اشاریہ مرتب کرکے اور سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے ہمیں اُمید ہے کہ اہل ذوق اس نادر علمی تحفہ کو ہاتھوں ہاتھ حاصل کرینگے۔ (علوی)

وجود باری پر کائنات کی گواہی

تصنیف : مولانا اظہر جلیل بجنوری

قیمت : ۲۵/- روپے

ملنے کا پتہ : ادارہ تحقیقات و تعلیمات اسلامیہ عافیت کدہ فاروق نگر، نزد چھٹی کھوئی۔ سٹالیمار ٹاؤن۔ لاہور

شہر کی ایک دور دراز آبادی کے ایک کونہ میں یہ صاحب بیٹھے ہیں کوئی عالمانہ تمکنت نہیں، سادہ سے بزرگ ہیں۔ لیکن حیرت ہوئی کہ اتنی بڑی اور ایسی کتاب لکھ ڈالی۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کے خالق و مالک ہیں اس کی عظمت کے گن گانے کے لیے دنیا میں ہزاروں نبی آئے پر اس دنیا کا عجیب قصہ ہے کہ اس میں سینکڑوں ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں ایسے ہیں جو اس خدا سے دور اور باغی ہیں اس کے حوصلہ کا یہ عالم ہے کہ ضرورتیں سب کی پوری کرتا ہے اور دنیوی طور پر محروم کسی کو نہیں کرتا انسان ذرا عقل سے کام لے تو اس کے اپنے وجود سے لے کر اس بکھری ہوئی کائنات کے ایک ایک ذرہ سے اس ذات حق کے وجود پر دلائل قائم ہو سکتے ہیں لیکن مقدر بگڑا ہو تو علاج ممکن نہیں مولانا نے بھٹکتی ہوئی انسانیت بالخصوص بالشویک انقلاب کی وقتی شورا شوری سے متاثر نوجوان ذہن کے دل پر دستک دی ہے اور اس طرح کہ ایک بار تو آدمی ہل کر رہ جاتا ہے سچی بات یہ ہے کہ کتاب نے بہت ہی متاثر کیا اور بات بھی کچھ ایسی ہے کہ اسے متاثر کرنا چاہیئے مولانا کسی زندہ قوم میں ہوتے تو لوگ ان کے گرد ھالہ بنا کر بیٹھتے لیکن یہاں علم کی بات کون سنتا ہے بہر حال ہمیں یقین ہے کہ اس کتاب کی قدر کی جائے گی اور آج کے بھٹکے ہوئے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اسے خوب پھیلایا جائیگا۔ کالج تک کی لائبریریوں کے لیے کتاب منظور شدہ ہے۔

ازدواجی زندگی کے شرعی احکام

از : مولانا محمد اقبال قریشی

قیمت : ۴/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ : ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کے مجاز بیعت مولانا محمد اقبال قریشی لکھنے لکھانے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ بہت سی چیزیں لکھ چکے ہیں اور وہ مقبول ہوئی ہیں۔ ہر بات مستند ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں سے صحیح رابطہ ہے۔ یہ کتاب نام سے ظاہر ہے۔ شادی بیاہ کے شرعی احکام پر مشتمل ہے شادی بیاہ دین کا اہم مسئلہ ہے۔ لوگوں نے اپنی ہوائے ہوس کی وجہ سے اسے عذاب

(باقی صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز۔ اسلام کا عظیم الشان رُکن

- اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں : "اور قائم کر نماز میری یاد کے لیے" ——— (سورہ طٰہٰ)
- اِسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے : (۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دینا۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا اور (۵) رمضانِ مبارک کے روزے رکھنا ——— (صحیح بخاری و مسلم وغیرہ)
- نماز پڑھنے سے (صغیرہ) گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے موسمِ خزاں میں درخت کے پتّے ——— (مسند احمد)
- پنجگانہ نماز ادا کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے گھر کے آگے شفّاف نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کیا کرے ——— (صحیح مسلم)
- جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب کچھ چھن گیا ——— (نسائی۔ مسند احمد۔ صحیح ابن حبان)
- جس شخص نے بلا عذر دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھا وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچ گیا ——— (ترمذی۔ مستدرک حاکم)
- جس شخص نے پنجگانہ نماز کی پابندی کی تو قیامت کے دن نماز اس کے لیے نُور ہوگی، بُرہان ہوگی اور ذریعۂ نجات ہوگی اور جس نے پابندی نہ کی اُس کے لیے نہ نُور ہوگا، نہ بُرہان ہوگی، نہ نجات ہوگی اور اس کا حشر فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف (بڑے بڑے کافروں) کے ساتھ ہوگا ——— (مسند احمد۔ صحیح ابن حبان)

مفت ملنے کا پتہ : شیخ شمشیر علی ◎ ۷۹۔ شاہ جمال، لاہور۔ پاکستان

۵

فیروز سنز لمیٹڈ کے سربراہ جناب عبد الحمید خاںؒ

کے قلم سے

امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ کی حیات طیبہ پر ایک مکمل تالیف
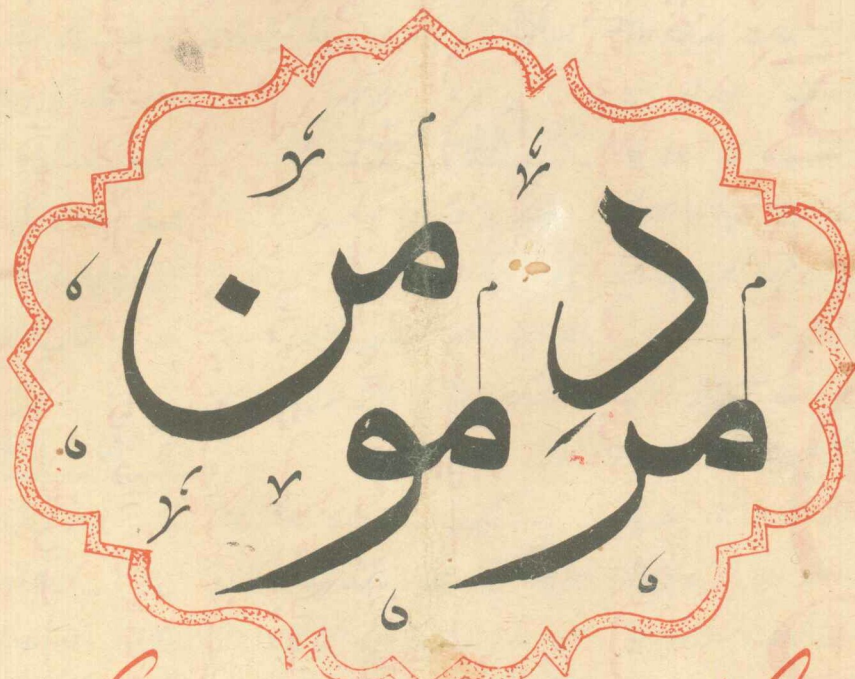
کا مطالعہ کیجیے

قیمت تیرہ روپے پچاس پیسے ۔ ڈاک خرچ دو روپے فی نسخہ

براہ راست طلب فرمائیے !

ناظم : تالیفات واشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور